



قبل از وقت شٹل و کابینہ کی تشکیل پر اسرار کے محرکات کیا تھے؟

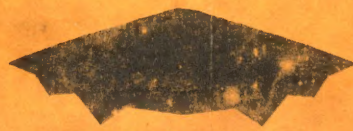
حقائق سے پردہ اٹھتا ہے

خانیو کے مدرس میں پولیس کی وحشیانہ فائرنگ ^{رہ} مائی گورٹ میں داخل کر دی گئی

بلیسوی صدی کا نظام مصطفیٰ قادیانیوں کا نعرہ ہے۔

مُلازم کی پستی کسنے والے

مُلائیت سے پاک اسلام کی وضاحت بھی فرمائیں



کون کسے کا آشنا

جُن کی طالب نگاہیں دل تمنا آشنا !! زندگی لاتی ہے اپنے ساتھ کیا کیا آشنا !!
 حُسن گل میں ہو کر شعلے میں تڑپ اٹھائوں میں تم نے باندھا ہے میرے دامن سے اچھا آشنا
 دوستوں تک ہی خلوص دل اثر رکھتا نہیں! دشمنوں میں لوگ کر لیتے ہیں پیارا آشنا!
 خواب ہو کر رہ گئی ہیں کیسی کیسی صُحبتیں! داغِ فرقت دے گیا ہے کیسا آشنا
 جانے اس محفل میں کتنے دوست ہیں، کتنے حرلیت ہم مگر ان کی طبیعت سے میں تنہا آشنا
 کس طرف، جائیں، کہاں نکلیں کہ تم رُسوا نہ ہو! ہم تو دیوانے ہیں، دیوانوں سے دنیا آشنا
 حشر سے ڈرتے ہو دانش بزمِ دنیب سے ڈرو نفسی نفسی ہے یہاں بھی، کون کس کا آشنا
 احسانِ دانش

تاریخ اجلا
 ۱۹۶۰ء

مدرسہ ریاض القرآن ہری کلی مسجد کھوکھرا پار کراچی نمبر ۳

مدرسہ عرصہ ۱۰ سال سے علاقہ میں اشاعتِ قرآن مجید کے لیے مصروف ہے۔ اس عرصہ میں دینی، تدریسی، تبلیغی، اصلاحی خدمات گراں قدر ہیں۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ کا انتظام اپنی انفرادی حیثیت رکھتا ہے اور حفظ و ناظرہ میں تقریباً ۳۵۰ طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں جن کی سات محنت، قابلِ اساتذہ شب و روز تعلیمی استعداد بڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔
 ۱۵ مسافر طلباء مدرسہ میں مُقیم ہیں، ان کی خوراک، میڈیکل سہولت و دیگر مراعات مدرسہ کے ذمہ ہیں۔
 مدرسہ سے ملحق جامع مسجد زیر تعمیر ہے مخیر حضرات اس سلسلے میں فوری تعاون فرمائیں۔ تاکہ
 مسحود کے تکمیل ہو سکے

(مولانا) قطب الدین مہتمم مدرسہ ریاض القرآن کھوکھرا پار کراچی نمبر ۳

دلی خان کو قومی اتحاد کے اجلاس میں شرکت کی دعوت

سال نو کے آغاز میں پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس متوقع ہے۔ مجوزہ اجلاس میں پاکستان قومی اتحاد ملکی حالات پر غور و خوض کے ساتھ ساتھ اپنے دستور کے مطابق آئندہ ایک سال کے لیے اپنے عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں لائے گا۔

ان دنوں پاکستان قومی اتحاد کے اس اہم اجلاس میں کالعدم نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان کی شرکت اور عدم شرکت کے بارے میں قومی رہنماؤں کی طرف سے بیانات کا ایک سلسلہ جاری ہے جبکہ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ خان عبدالولی خان کو پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے اجلاس میں شرکت کی دعوت قومی سطح کے ایک محب وطن لیڈر کی حیثیت سے دی جا رہی ہے۔ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ وہ قومی اتحاد کے صدر کی حیثیت سے کسی بھی شخص کو مرکزی کونسل کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دے سکتے ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد کے جو رہنما قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے اجلاس میں خان عبدالولی خان کی شرکت پر تنقید اور منطقی انداز میں اظہار خیال کر رہے ہیں ان سب کے بیانات ہم نے ٹھنڈے دل سے پڑھے ہیں مگر ہمیں ان سب کے ساتھ گناہ پڑتا ہے کہ ان مقتدر رہنماؤں کے بیانات میں کوئی ایک دلیل بھی ایسی نہیں ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ عبدالولی خان کی کونسل کے اجلاس میں شرکت سے خلائ قباحت لازم آئے گی یا اگر وہ شریک اجلاس ہو گئے تو ملک و قوم کے لیے نفع بخش ثابت نہیں ہو گا۔

اس سلسلے میں بڑی سے بڑی جو دلیل دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ فی الحال پاکستان قومی اتحاد کی کسی جماعت کے قانونی رکن نہیں ہیں لہذا وہ شریک اجلاس نہیں ہو سکتے۔ نظر بظاہر ان مقتدر رہنماؤں کی یہ دلیل شاید کچھ لوگوں کے دل لگتی ہو، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خان عبدالولی خان کو مرکزی کونسل کے اجلاس میں شرکت کی دعوت کس مقصد کے لیے دی جا رہی ہے۔ اس مقصد کی وضاحت خود دلی خان کو دعوت دینے والے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود واضح طور پر کر چکے ہیں

مفتی صاحب نے کہا ہے کہ ہم ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر قومی اہمیت کے حامل تمام مسائل پر ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس واضح، غیر مبہم اور دو ٹوک وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی رہنما پاکستان قومی اتحاد کی کونسل کے اجلاس میں دلی خان کی شرکت کو موضوع بحث بناتا ہے اور الہ کی شرکت کے بارے میں مین میج نکالتا ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے ذہن کے پس منظر یا تہ منظر میں کیا چھپائے ہوئے ہے۔ اور اس کی فکر کن خطرات و خدشات پر غور کرنا چاہیے۔

دلی خان کی سیاسی اہمیت اور قومی رہنما ہونے کی حیثیت سے اگر قومی امور پر ان سے تباہ دلائل کر لیا جاتا ہے تو اس میں کوئی آسمان ٹوٹ پڑتا ہے۔ وہ فی الحال کسی جماعت کے رکن نہ سمی پاکستان قومی اتحاد کا سربراہ انہیں ایک مبصر کی حیثیت سے اجلاس میں شرکت کی دعوت دے سکتا ہے۔ یہ کسی قدر متغیر ہے کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ملک و قوم کے لیے وسیع تر دنیاؤں پر کھلے دلائل سے سوچنا چاہیے اور دوسری طرف اہم سیاسی امور اور قومی اہمیت کے حامل مسائل پر سلسلہ قومی رہنماؤں



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۵۱

جمعہ المبارک ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۰ء

سرپرست
مولانا عبدالرشید انور
مدیر
اکرام لٹری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی
نصاب اشتراک
سالانہ
۲۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے

ایک از مطبوعات

مکتبہ علم اسلام پاکستان

پتہ: پورہ میں چھپا اور مولانا عبدالرشید انور نے شریاز لکھنؤ لاہور سے شائع کیا

سے تباہ و خیال کرنے سے کتراتے ہیں اور دروازہ کار
منطقی گفتگو کے ذریعہ قوم کو نئی نئی بحثوں اور جھگڑوں
میں الجھاتے رہتے ہیں۔

ہم ان محب وطن قومی اہل نماؤں سے دردمندانہ
گزارش کریں گے کہ وہ اس نازک مرحلے پر قوم کو
کسی نئی بحث میں الجھانے سے گریز کرتے ہوئے
مرحوبہ کرپٹیشن اور اہم سیاسی امور پر تباہ و خیال
کریں۔ ولی خان کے علاوہ اگر کسی اور شخصیت کو بھی
اس مقصد غلیم کے لیے جنرل کونسل کے اجلاس
میں شرکت کی دعوت دینی پڑے تو اس سے
بھی گریز نہ کیا جائے۔ کیونکہ مقصد تو اہم قومی اور ملکی
مسائل کا حل کرنا ہے۔

اور پھر خان عبدالولی خان خود بھی اہم ملکی مسائل
کے حل کے لیے چاروں صوبوں کے مسٹر رہنماؤں
کی گول میز کانفرنس بلائے گا اظہار کر چکے ہیں۔ اس پر
بھی بعض کرم فراوان اور حب الوطنی کے دیرینہ اہل
داروں نے صوبائی شخصیت کے جراثیم تلاش
کر لیے ہیں۔ اگر ولی خان کو پاکستان قومی اتحاد کی جنرل
کونسل میں شرکت کا موقع ملے گا تو وہ تباہی کے
کہ گول میز کانفرنس کے انعقاد سے ان کا کیا مقصد
ہے اور وہ کونسی الہی تہاویز ہیں جو وہ گول میز کانفرنس
میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

اس طرح سے ان رہنماؤں کو الہ تہاویز پر پایا
اظہار خیال کا موقع ملے گا۔ اور حقیقہ ممکن ہے کہ اس سے
بعد کسی گول میز کانفرنس کے انعقاد کی نوبت ہی پیش
نہ آئے۔ کیونکہ پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل
کا اجلاس تو قومی سطح کا اجلاس ہوتا ہے، اگر اس
میں تقریباً تمام صوبوں سے تعلق رکھنے والے رہنما
غریب ہو جاتے ہیں۔ ان رہنماؤں کی حیثیت صوبائی
بھی ہوتی ہے اور قومی بھی، مگر رہنما اپنے اپنے
صوبے کے لیے ہی کام کرتے ہیں، اس لیے قومی سطح کے اجلاس
میں پیش کر کے کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد وہ قومی فراخ
دلی سے خبر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان اجراء والے
حب الوطنی کے مبینہ مضامین کی بجائے کئی کئی راہنما
آئے گی جن کا نکتہ نظریہ تنقید و تحریک ہے۔
پہلے یہ کہنے میں کوئی ہرجا نہیں کہ پاکستان
قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمد کافان جلالی
خان کو بھی اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس میں

شرکت کی دعوت دینا نہ صرف قومی تقاضوں اور
حب الوطنی کے عین مطابق ہے، بلکہ دورانہ پیشی
اور سیاسی تدبیر کا بھی غماز ہے۔

کرکٹ میچ اور ہنگامہ

پاکستان اور انگلینڈ کے درمیان کرکٹ میچ
کے دوران کرکٹ میچ کے آخری مرحلے پر جو کچھ ہوا
بلکہ صحیح تر الفاظ میں جو کچھ کیا گیا وہ جہاں افسوسناک
اور قابل مذمت ہے وہاں ایک سوچے سمجھے منصوبہ
اور سازش کا غماز بھی ہے۔

پلیٹ پارٹی کی قائمہ چیز میں بیگ نصرت بھٹوار
ان کی "ہونما" صاحبزادی مس آئندہ بے نظیر بھٹو ایک
ٹے شدہ پروگرام کے تحت کرکٹ میچ دیکھنے کے
لیے گئیں۔ اور یہ کھڑا کر دیا۔

اس تمام کھڑا کر کا مقصد اس کے سوا اور
کیا ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی دنیا کو اپنی نام نہاد
مظلومیت کی طرف متوجہ کر کے ملک کو بدنام کرنے
کی سعی کی جائے اور اس طرح ملک اور قوم کی
رہی سہی سا کہ کو بھی نقصان پہونچایا جائے۔ محسن
ایسا ہوتا ہے کہ بھٹو فیملی اس ملک کو اپنی جاگیر اور
اس قوم کو اپنی زر خرید لونڈی سمجھتا رہا ہے۔ یہ
خاندان جب ملک اقتدار کے شگسہاں پر پہونچا
رہا اس نے ملک کو لوٹا اور قوم کو بین الاقوامی سطح
پر ذلیل و رسوا کیا اور جب قوم نے تاریخ ساز
جدوجہد کر کے اس خاندان کو تریا سے نرغی میں
دے مارا تو اب خاندان اس بہادر قوم سے
انتقام لینا چاہتا ہے۔

وردیہ بات کم از کم ہمارے لیے تو ناقابل
فہم ہے کہ بیگ بھٹو کے شوہر "نامدار" تو قتل کے
مقتدے کی پیشانی جگمگ رہے اور بیگ صاحب
اپنے جواں سال بیٹی کے ہمراہ کرکٹ میچ سے لطف
ہونے کے لیے جاری ہوں۔ کس حد تک خیر حرکت
ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو تو اپنے تاریکی سے تقبل
کے خوف سے عواض و امراض میں مبتلا ہوں اور
ان کی اہلیہ اور بیٹی تفریح طبع کے اہتمام میں مشغول
ہوں۔ ان تمام حقائق سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ

یہ اصل میں تفریح طبع کا سامان نہیں کیا جا رہا تھا،
بلکہ قوم اور ملک کو ایک نئے انتشار اور ہنگامے
کے حوالے کیے جانے کی سعی لا حاصل کی جا رہی تھی
رہا بیگ بھٹو کے سر پر چوڑا گٹا تو ہم خدا گواہ
کر کے کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے کوئی مسرت حاصل
نہیں ہوئی، لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ بیگ بھٹو کو ان
مظالم کی طرف ضرور پلٹ کر دیکھنا چاہیے جو
ان کے شوہر نے قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں پر
کیے تھے۔ ۱۹۷۱ء کو جو کچھ ان کے شوہر نے
قوم کی ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ سلوک
کیا وہ کوئی قصہ پارینہ نہیں، نزدیک ہی کی بات
ہے۔ اگر بیگ بھٹو کو اور سب کچھ بھول گیا ہے
تو اپنے زخم سہلاتے وقت رابعہ قاری اور حیدر آباد
کی سیدہ شہیدہ کی موت ضرور سامنے رکھنی چاہیے

نئے سال کا شاندار

کیلنڈر

شائع ہو گیا!

جس میں جمعیت علماء اسلام تاریخ کے آئینہ میں کے
عنوان سے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی اور
اہم واقعات درج ہیں۔ آفٹ پریس مختلف خوشنما
رنگوں میں خوبصورت ڈیزائن اعلیٰ طباعت۔ قیمت
صرف ۲ روپے، سینکڑوں پر ۲۰ فی صد کمیشن، تعداد محدود
وی پی پی کے علاوہ آرڈر کی تسهیل فہ ہوگی۔

پنجاب پبلی کیشنز، ۱۱۱، پارک روڈ، لاہور

الطاف حسین

سرکولیشن مینجبر

حیدر آباد، سکھر، کراچی
کے دورہ پر ہیں احباب تفریح نہیں۔

اصغر خان اپنے ایکہ قومی اتحاد کی دھکا اٹھاتا ہے کہ روئے کے لئے آخری وقت تک کوشش کرتے رہے

اتحاد کے پارلیمانی لیڈر اور شیڈ کا بینہ کی قبل از وقت تشکیل اتحاد کے حق میں نہ تھی

روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ۱۰ دسمبر کی اشاعت میں شائع ہونے والی ملتان کی ڈائری کا جواب

روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ۱۰ دسمبر کی اشاعت میں "ملتان کے ڈاکٹر" کے تحت (ریاض پٹیل) نمائندہ مخصوص نوائے وقت نے اصغر خان قومی اتحاد مفتی محمود اور دیگر افراد تنظیموں کے متعلق اپنے طور پر جو حقائق پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس میں حقیقت کم اور افسانہ زیادہ ہے۔

انہوں نے مصغور کے ابتداء میں کہا ہے مولانا مفتی محمود کے مطابق ایئر مارشل اصغر خان خود لیڈر کے امیدوار نہیں تھے "مفتی صاحب کا یہ کہنا بجا طور پر درست ہے کیونکہ اصغر خان ذاتی طور پر اپنے آپ کو امیدوار برائے لیڈر شپ پیش نہیں کرتے تھے بلکہ دوسروں کے ذریعے اپنے آپ کو اس بات کا اہل ثابت کرانے اور امیدوار کی حیثیت سے پیش کرنے کی آخر وقت تک کوشش کرتے رہے

حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان قومی اتحاد جب تشکیل دیا گیا تو عہدوں کا سہارا نہ آیا۔ اس موقع پر بعض افراد کی طرف سے اصغر خان کو اپنی لے کی صدارت کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ کثرت رائے سے مولانا مفتی محمود صاحب بی این کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۴ اکتوبر کو اصغر خان کی یہ تجویز کہ قومی اتحاد کا لیڈر منتخب کر لیا جائے اور شیڈ کا بینہ بنالی جائے اگر قومی اتحاد متفقہ طور پر اصغر خان کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے فوری طور پر اتحاد کا پارلیمانی لیڈر اور شیڈ کا بینہ کی تشکیل عمل میں لے آتا تو یہ بات

یقینی تھی کہ اس سے عوام کو غلط تاثر ملتا کہ اتحاد نے حالیہ تحریک حصول اقتدار کے لئے جلائی تھی نہ کہ غاصب و آمر کو ختم کرنے اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے۔

میرے خیال میں اصغر خان جو کہ پہلے ہی سے کہتے تھے کہ وہ انتخابات کے بعد تحریک استقلال کی اتحاد سے وابستگی کے بارے میں سوچیں گے اپنی اسی بات کو یکا کر کے اور عملی جامہ پہنانے کے لئے قوم کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے رہے کہ اتحاد کے لیڈر گریسوں کی خاطر قوم کو مر داریے تھے اور اس کا ثبوت یہ ہوتا کہ اتحاد کے لیڈر قبل از وقت شیڈ کا بینہ کی تشکیل میں لگ گئے ہیں جبکہ دوسری جماعتیں اور ان کے مقتدر لیڈر بار بار یہ کہتے رہے کہ ہم نظام مصطفیٰ کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں گریسوں کے لئے نہیں اور مولانا مفتی محمود پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے رہے۔ مولانا مفتی محمود پر اعتماد کا اظہار کرنے والوں میں خود اصغر خان بھی شامل ہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ اتحاد کی قیادت پر اعتماد کا اظہار بھی کر رہے ہیں اور اتحاد کے پارلیمانی لیڈر کے انتخاب پر بھی رد بھی دے رہے ہیں۔ آخر کیوں؟

قومی اتحاد میں شامل لیڈروں کی اکثریت کا یہ کہنا کہ "اصغر خان سیاست کے کوچے میں لوٹاؤں میں کسی طرح غلط نہیں۔ اصغر خان نے میدان سیاست میں قدم رکھتے ہی یکے بعد دیگرے

تین سیاسی تنظیمیں بنائیں اور توڑیں اور آخر کار سیاست سے ریٹائر ہو کر سماجی بھلائی کی تنظیم بقول اصغر خان کے غیر سیاسی تحریک استقلال بنائی۔ جس کا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں تھا، مگر سیاسی چپکا جب پڑا تو تحریک استقلال کو چوری چپچے اہستہ آہستہ سیاست میں گھسیٹ لائے۔ اس سے قبل اصغر خان نے ایئر مارشل کے عہدے سے ریٹائر ہوتے ہی سیاسی دنیا میں آگے کھول لی کہ چپکات میں قدم رکھنے سے پہلے وہ عرف ایک فوجی آدمی تھے جبکہ پاکستانی قوم اتحاد میں شامل دوسرے لیڈر قریباً تیس۔ پچیس اور چالیس سال پرانے سیاست دان ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے بذات خود انگریز سے لڑی۔

اصغر خان ایوب خان کے آخری دور میں سیاست میں آئے تھے اس وقت وہ سیاسی سوجھ بوجھ کی الجھ سے بھی واقف نہ تھے۔ اصغر خان میں وہ سیاسی سوجھ بوجھ اب بھی نہیں ہے۔ ہونی چاہئے تھی۔ ان کا وہی ذہن آؤڈیٹ کیا۔ اب بھی کام کر رہا ہے اور سب سے بڑا کام کرنے کے عادی ہیں۔ بات سے تو بے خبر حال دیتے ہیں خواہ اس سے قومی اتحاد کے لئے نہ ہو جبکہ انہوں نے پہلے ہی میں پہلے ہی اس کی کسی قومی سیاست میں قدم رکھتے ہی یکے بعد دیگرے

کہ تحریک استقلال کی انفرادی حیثیت پاکستان کے کسی صوبے میں اتنی نہیں کہ وہ کم از کم چند سیٹیں ہی لے سکے۔ پنجاب اور سندھ میں چند سرکردہ افراد کے علاوہ اور کوئی شخص آپ کو تحریک استقلال سے وابستہ نظر نہیں آئیگا بس۔ یہ کہ لیجئے کہ اخباروں اور کانڈی کارروائی کی حد تک ہے۔ جسٹس اور بلوچستان میں تحریک استقلال کو عوام جانتے تک نہیں اگر ایسا آباد یا ہزارہ کے دوسرے حصوں میں کچھ لوگ اسے جانتے بھی تھے تو اب انہوں نے بھی تحریک چھوڑ دی کیونکہ وہاں کے سرکردہ لیڈر گوہر ایوب تحریک چھوڑ چکے ہیں۔ اب وہاں بھی ان کا کوئی نام لیا نہیں ہے۔ اب ایک عام فہم آدمی خود سوچے کہ اصغر خان

سیاسی طور سے اتحاد کے دوسرے لیڈروں کے ہم تہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ اصغر خان نے اتحاد میں شامل ہونے کے لئے تحریک کے لئے نشستیں مخصوص کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور یہ مطالبہ صرف اس وقت جائز ہوتا جب عوام میں تحریک کی مقبولیت ہوتی مگر عوام میں تو تحریک کو کوئی جانتا۔ یہ سب حال جبکہ اتحاد میں شامل جماعتوں کو اس بنیاد پر نہیں تقسیم ہوا تھیں کہ جن حصے میں جس جماعت کی مقبولیت زیادہ ہے یا وہاں ان کا کوئی فعال آدمی ہو تو اس حصے کی ٹکٹ اس جماعت کو دی جائے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اتحاد کے لیڈروں نے اصغر خان کی بے حس ہٹ دھرمی مانتے ہوئے انہیں ان کی حیثیت سے زیادہ سیٹیں الاٹ کیں مگر جب ٹکٹیں الاٹ ہو گئیں تو اصغر خان کو ٹکٹ دینے کے لئے آدمی نہیں ملتے تھے!

اس وقت بگڑتی ہوئی سیاسی صورت حال عام انتخابات کے قریب اور بھٹو صاحب کی آمرانہ غیر جمہوری غیر اسلامی حکومت کا تقاضا یہی تھا کہ اس وقت ملک میں موجود تمام سیاسی جماعتیں (اگر وہ حقیقت میں اسلام دوست اور اسلام کے بارے میں مخلص ہیں) ایک پلیٹ فارم پر (ذاتی مفاد سے ہٹ کر) یونین قائم کریں۔ گو کہ اتحاد بن گیا مگر اصغر خان کی مقبولیت حقیقت میں اسی شرط پر ہوئی کہ ہمارے مطالبہ کے مطابق نشستیں دی جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصغر خان اس وقت وقت

کی نزاکت اور ملک بچاؤ تدابیر کی بجائے اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر اتحاد میں آئے تھے۔ ان کے نزدیک ملک، جمہوریت، اسلام اور شہری آزادیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں، اور اگر یہ مذکورہ چیزیں ان کے نزدیک اہمیت رکھتیں تو میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اتحاد میں آنے کے لئے سیٹوں کے مخصوص کرنے کی شرط ہرگز نہ لگاتے۔

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ نواز آزادہ صاحب نے اپنے پارٹی کارکنوں سے یہ کہا ہے کہ وہ (اصغر خان) اتحاد میں آنے کی قیمت وصول کر رہے ہیں کیونکہ بعض باتیں سیاست دانوں سے غلط طور سے

کے گیارہ رکن تھے جبکہ تحریک کا بھٹو کے دو ہیں حقیقی طور سے کوئی بھی صوبائی یا قومی اسمبلی کا رکن نہ تھا۔

قوم کی آئینی خدمت اور قوم کے لئے آئینی جنگ تو قومی اتحاد کے دوسرے لیڈر اسمبلی پارلیمنٹ اور کھلے میدانوں میں لڑتے رہے ہیں۔ ان کو متحدہ مرتبہ اسمبلی سے باہر بھی پھینکا گیا۔ انہوں نے عوام کے حقوق آزادی رائے اور عدلیہ کی خاطر کیا کیا ظلم اور مصیبتیں دیکھیں۔ صحیح معنوں میں قوم کی خدمت تو اس وقت کے متحدہ محاذ کے راہنماؤں نے کی تھی۔ اس وقت متحدہ محاذ کے لیڈر اصغر خان کو

اتحاد میں اصغر خان کی شمولیت تحریک استقلال کے لئے نشستوں کا کوٹہ مقرر کرنے پر ہوئی تھی

ساتھ ملانے کی کوشش بھی کرتے تھے مگر اصغر خان اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے متحدہ محاذ کے راہنماؤں کو برا بھلا کہتے رہے۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ قومی اتحاد کے لیڈروں کی خواہش تھی کہ تحریک استقلال قومی اتحاد سے نکل جائے اور اس کا ڈس کرپٹ بھی تحریک کو ہی ملے۔

اس بات کی تردید اتحاد کے دوسرے لیڈر کر چکے ہیں۔ بالفرض اتحاد کے لیڈر تحریک استقلال کو نکلانا

چاہتے تھے تو میں پوچھتا ہوں کہ تحریک کو اتحاد میں شامل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ تحریک استقلال کے

علیحدگی کے آخری موقع پر بھی اتحاد کے لیڈر نہیں چاہتے تھے کہ تحریک اتحاد سے علیحدہ ہو۔ چنانچہ

چوہدری منور الحق اصغر خان سے راولپنڈی میں علیحدگی کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کے لئے آخری وقت ملے تھے۔ مگر ناکام رہے۔

لندن میں جب مولانا مفتی محمود سے تحریک کی علیحدگی کی خبروں کے بارے میں پوچھا گیا تو مفتی صاحب نے اخبار نویسوں کو یہی جواب دیا تھا کہ مجھے یقین

ہے کہ تحریک استقلال اتحاد سے علیحدہ نہیں ہوگی۔

بلا سন্দھ منسوب کر دی جاتی ہیں۔ حسنی سنائی باتوں کو قلم کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور یوں خالی الذہن لوگ اپنے ذہنوں کو ان غلامتوں سے پر کر لیتے ہیں۔

البتہ میری ذاتی رائے ہے کہ اس تجربے کے بعد ہر ذمی شعور فرد یہ بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اصغر خان نے نشستوں کا کوٹہ (ضرورت سے زیادہ) مختص

کر دیا کہ اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ وہ اتحاد میں آنے کی قیمت بلا واسطہ وصول کر رہے ہیں۔

جہاں تک تحریک استقلال کے کارکنوں کا یکمنا کہ تحریک استقلال ملک کی واحد جماعت ہے جس

نے کبھی پیپلز پارٹی سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ بجا طور پر درست ہے۔ مگر کیا آپ نے کبھی یہ سوچنے

کی زحمت فرمائی ہے کہ تحریک استقلال بھٹو کے دور میں صرف اپنے نام کے لیڈر میڈ کی حد تک جماعت تھی۔ مشر بھٹو ایسی کا فدی جماعت سے معاہدہ

کر کے کیا کرتے۔ مشر بھٹو کو ایسی کا فدی جماعت سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ کہنے کی بات تو یہ ہے کہ

تحریک اس وقت قیوم خان کی نام نہاد مسلم لیگ سے گری ہوئی جماعت تھی۔ سرحد اسمبلی میں قیوم لیگ

متوجہ ہوں

سائیکلوں کے پائیدار، مضبوط، دیرپا

خوب صورت اسٹینڈ، کیریئر

خریدنے کے لیے ہمیں خدمت

موقع میں! تحریک خریدنے پر خاص

الفرید سٹیل پروڈکٹس

خط و کتابت کرتے
وقت

خریداری نمبر

حوالہ ضرور دیں ورنہ
تعمیل نہ ہوگے

محمد سلیم قریشی

لوگ تحریک استقلال کو کسی بھی شعبے میں غائب نہیں
ہیں۔ اس لیے اس کے بلکہ تحریک استقلال کو بھی یہ لوگ سیاسی
میدان میں داخلہ کر دینگے۔ ایسے لوگوں سے کسی
اچھے کام کی توقع رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے
مترادف ہے۔

مضمون نگار نے حسد اور بوجھان کے ذریعہ
مسلم لیگ اور این ڈی پی کے حسد بوجھان میں شستوں
کے تصفیے کے بارے میں جمعیت علماء اسلام کے "قوی
حلقوں" کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ "نئے تصفیے سے
پہلے جمعیت علماء اسلام کو اعتماد میں نہیں لیا گیا"
حالانکہ صاحب مضمون نے ان حلقوں کی وضاحت
نہیں کی وہ حلقے کون سے ہیں جبکہ مولانا مفتی محمود
ایک اخباری بیان میں اس تصفیے کی تردید کر چکے ہیں۔
دراصل یہ غیر خبریں تھیں بلکہ این۔ ڈی۔ پی اور جمعیت
علماء اسلام کے روابط توڑنے کے لئے چلائی گئی
ہم کا ایک حصہ تھی۔ اس مہم میں سامراجی صحافی اور
صحافت پیش پیش ہے۔

بقیہ اگلے شمارے میں

بلکہ تحریک استقلال کے موابائی اور مرکزی سطح کے متعدد لیڈر
تحریک کی اتحاد سے علیحدگی کے حق میں نہ تھے۔ ان لوگوں
میں گوہر ایوب اور علامہ احسان الہی تھیں۔ پیش تھے۔
یہاں صاحب مضمون جناب ریاض صاحب کا یہ
نقطہ بھی میری عقل اور سمجھ سے باہر ہے کہ "تحریک کے
ممبرانہ کو امید تھی کہ سہیل پارٹے کے جو دستاویز
گروپ بنے گئے ان سے اس سے جو گروپ بھی اپنے
پارٹے چھوڑے گا دوسرے سیاسی پارٹیاں
ان سے قبلے نہیں کریں گے" اس لئے تحریک کے
استقلال سے اسے ان کے شمولیت کے لئے ہو گئے۔
چنانچہ ایمرائٹس اصفیائے نے قومی اتحاد سے
علیحدگی کا اعلان کیا۔ یہ فیصلہ فورے طور پر تو تحریک
کے خلاف عوامی مہم و اشتعال بن گئے۔ تاہم ہو
سکتا ہے کہ ملک سے جب یہ سیاسی گروپ باہر
ہوئے تو شاید یہ باتے ہو کر کے سے سود مند
ثابت رہے۔

اصغر خان میں شخص اور پارٹی کو برا بھلا کہتے رہے
پاکستان توڑنے کا ذریعہ چور بازار میں رشوت اور
بدعنوانیوں میں لوٹ کھسوٹ رہے ہوں۔ اس پارٹی کو
چھوڑنے والوں کو کس منہ سے وہ تحریک میں ملیں گے
اور وہ کیوں کر ان کی جماعت کے لئے سود مند ثابت
ہوں گے۔ جب قوم کے سامنے پی پی پی اور اس
کے تمام سرکردہ عناصر کی کتاب کی طرح واضح ہیں۔
ان کا کردار اور اعمال عوام تک پہنچ چکے ہیں۔ بعض
کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں اور بعض کے خلاف
تحقیقات ہو رہی ہیں۔ ایسے بدعنوان اسرار کو
وہ لے کر کیا ان کی بد اعمالیوں پر درست ہونے کی
مہربان کرنا چاہتے ہیں یا بالواسطہ پی پی کی جانثانی
کا حق ادا کرنے کی سعی فرما رہے ہیں۔ اور اگر شرمناک
یہ کہیں کہ وہ پی پی کے ساتھ ستھرے کردار کے مالک
کارکن کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں تو یہ بات کسی
طرح صحیح نہیں کہ پی پی میں دس فی صد بھی درست
آدمی ہوں گے کیونکہ مشرعوں کے آخری پانچویں سال
میں پی پی کا سرادف سے ادنیٰ کارکن بھی بدعنوان ہیں
کسی نہ کسی طرح ہاتھ لگ چکا ہے۔

اگر تحریک استقلال۔ اصغر خان اس بات کو نظر انداز
کرتے ہوئے پی پی کے سیاہ کردار کے مالک پارٹی چھوڑنے
والے کارکنوں کو بھی میں گئے تو مجھے یقین ہے کہ یہ

مدرسہ خدام الدین سلیم خان نزد حضرت خلیفۃ المسیح

بیادگار۔ شیخ التفسیر حضرت احمد علی لاہوری۔ اجراء ۱۹۶۳ء

مدرسہ عرصہ ۱۴ سال سے علاقہ میں دینی، تدریسی، تبلیغی، اصلاحی خدمات سرانجام دے رہا ہے

مدرسہ میں حفظ و ناظرہ کا بہترین انتظام ہے۔ اس وقت تقریباً ڈیڑھ
صد طلباء و طالبات قرآن مجید کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
جنہیں پانچ محنتی اور قابل اساتذہ بڑی لگن اور محنت سے پڑھاتے ہیں۔ مدرسہ نے علاقہ
میں اشاعتِ قرآن مجید کے لیے خاص کام کیا ہے۔ اب تک سینکڑوں طلباء
حفظ و ناظرہ پڑھ چکے ہیں اور حفاظِ کرام مک مختلف علاقوں میں دینی خدمات
سرانجام دے رہے ہیں۔ تمام ساتھیوں سے مدرسہ کی مزید ترقی کی دعا کی اپیل ہے

حافظ غلام سرور خان — مستم مدرسہ ہذا

حافظ محمد زمر خان ناظم و صدر مدرس مدرسہ ہذا

الذی
الداعی

تیل برار ملک اور

افراط زر

عنایت اللہ

خلاف لگائے جانے والے تمام الزامات بے بنیاد ہیں۔ اس کا ثبوت اس حقیقت سے ملتا ہے کہ گزشتہ پندرہ ماہ کے دوران میں تیل برابر ملکوں نے تیل کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا لیکن اس کے باوجود مغربی ملکوں کی مصنوعات میں دس فی صد اضافہ ہو گیا ہے اس طرح دیکھا جائے تو ترقی پذیر ملک تیل اور دیگر خام اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر کے اپنی مالی حالت کو بہتر بنانے کی جو کوشش کر رہے ہیں انہیں افراط زر اور دیگر مالیاتی ترکیبوں کے ذریعے بے اثر بنایا جاتا ہے۔

افراط زر کی بگڑتی ہوئی صورت حال کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس کا سب سے بڑا سبب فوجی اخراجات ہیں جن کی وجہ سے مغربی ممالک اور ان کے حلیف اپنے وسائل کا بیشتر حصہ غیر پیداواری سرگرمیوں

کی قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کی صورت حال شدید ہو گئی ہے اور اس سے امریکہ، مغربی یورپ اور جاپان میں بے روزگاری بڑھ گئی ہے اور سماجی تضادات شدید ہو گئے ہیں۔ صدر کارٹر سمیت شمالی امریکہ کے معقد سیاست دان بار بار کہہ رہے ہیں کہ امریکہ کی بیرونی تجارت میں خسارے کا سب سے بڑا سبب تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ مغربی ملکوں کی جانب سے اپنے "معاذات" کے تحفظ کے لئے مسلح مداخلت کی دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ غرض اس طرح اپنی قومی ترقی کے لئے اپنے قدرتی وسائل پر اقتدار اسٹی قائم کرنے کا حق استعمال کرنے کی تیل برار ملک جو کوشش کر رہے ہیں اسے پسینہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تیل برار ملکوں کے

تیل برار ملکوں کے سربراہوں کی کراس کانفرنس کی تاریخ جوں جوں قریب آرہی ہے خود تیل برار ملکوں اور مغربی ملکوں اور تیل برار ملکوں کے اختلافات زیادہ کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ یہ اختلافات تیل کی قیمتوں میں متوقع اضافہ کے سوال پر پیدا ہوئے ہیں۔

اس سلسلے میں تیل برار ملکوں کا موقف یہ ہے کہ مغربی اجارہ داریاں ترقی پذیر ملکوں کو برآمد کی جانے والی مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کر رہی ہیں جس سے تیل برار کی تیل کی آمدنی کی قوت خرید گھٹ جاتی ہے۔

اس کے جواب میں مغربی ملک تیل برار ملکوں پر یکطرفہ فیصلہ کرنے اور اس طرح دنیا کو توانائی کے بحران کے دبانے پر لا کھڑا کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ اور تیل

ملکی وسائل کو منصوبہ بندی کے ذریعے حل کرنے سے
مہنگائی کو روکا جاسکتا ہے،

مولانا محمد حمید علی کی ایک تصویر

سیرت کا سنات محبوب

عمر انسانیت کی سیرت طیبہ ایک انمول کتاب

یہ قہار کے برہم پور سیر حاصل بحث

خطیبوں کیلئے نادر تحفہ مقرر کیلئے عزیزان

میدان آگ کا آواز طاعت بھڑکے دی خوشنما نغمہ گو

قیمت چوبیس روپے ۲۴/-

راجست مارکیٹ

آؤ بازار لاہور

وجہ سے سوویت یونین کو بھی اپنے وسائل کا ایک حصہ ہے وہ قومی ترقی پر خرچ کر سکتا تھا مہیا روں کی تیاری پر خرچ کرنا پڑا ہے۔ ملک میں عوام کا معیار زندگی مسلسل بڑھ رہا ہے اور آج وہاں ہفتیس پچیس سال پہلے کی نسبت ایک چوتھائی کم ہیں۔ یہ دراصل ملک کے وسائل کو منصوبہ بندی کے ذریعہ حقیقت پسندانہ طور پر استعمال کرنے کا نتیجہ ہے۔

الغرض اگر مغربی دنیا کو اور خود ترقی پذیر ملکوں کو افراط زر سے نجات حاصل کرنی ہے تو انہیں فوجی اخراجات وراسم کی دوڑ میں کمی کرنی ہوگی۔

پر خرچ ہو جاتا ہے اور اس صورت حال سے نکلنے کے لئے یہ حکومتیں خسارے کا بجٹ تیار کرتی ہیں اور جتنا کچھ وہ کاتی ہیں اس سے زیادہ خرچ کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر دوسری عالمی جنگ کے بعد سے امریکی حکومتیں ہر سال خسارے کا بجٹ بناتی ہیں اور اس طرح اسلحہ کی دوڑ شروع کر رکھی ہے جس کے نتیجے میں امریکہ کے اتحادی دوسرے ملک بھی اسلحہ کی اسڑ وڑ میں پھنس گئے ہیں اور اس طرح یہ ممالک افراط زر کی زد میں آ گئے ہیں۔

ایک طویل عرصے تک امریکہ اور مغربی ملکوں نے ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ غیر مساویانہ تجارت کے ذریعے یعنی اپنی مصنوعات کی قیمتوں کو طرعا کر اور ترقی پذیر ملکوں کے سامان کی قیمتوں کو گھٹا کر انصاف زر پر قابو پائے رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج شیل برار اور دیگر ترقی پذیر ملک اپنے قدرتی وسائل سے حاصل ہونے والی آمدنی کی مساویانہ تقسیم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مغربی ملک اس مطالبے کو افراط زر کا سبب قرار دیتے ہیں۔

افراط زر کے سلسلے میں سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کی جانب دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ سوویت یونین کے قیام کے ساتھ سال کے طویل عرصے میں سوائے چند موقعوں کے یعنی حسانہ جنگی، غیر ملکی فوجی مداخلت، دوسری عالمی جنگ اور جنگ زدہ معیشت کی بحالی کے دہوں کے سوا کبھی خسارے کا بجٹ نہیں بنایا گیا اور آمدنی سے زیادہ خرچ نہیں کیا گیا اور اس کی وجہ سے افراط زر پیدا نہیں ہوا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مغربی ملکوں میں اسلحہ کی دوڑ کی

نظام شریعت کے نفاذ کیلئے

نظام شریعت کے عملی نفاذ کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کے لیے دشمن مختلف ہتھکنڈوں سے اتحاد میں شکاف ڈالنے کی تگ و دو کر رہا ہے۔ اس کے ہر قسم کے زہریلے پروپیگنڈے سے ہوشیار رہئے۔

علاقائی عصبيت فرقہ وارانہ منافرت ایلے نعروے کو ناکام بنا دیجئے

مفتی اسلام صدر حضرت مولانا مفتی محمود دہلوی سے مکمل تعاون کیجئے۔ پاکستان قومی اتحاد

اسلامی انقلاب لایا جاسکے

مولانا علی محمد صدیقی، فاضل شریعت، محترم عثمان الہی، مولانا محمد یوسف (گفام سویٹ والے) و دیگر

اراکین جمعیت علماء اسلام کراچی غریب

علاقہ بھکر مرکزی دینی درسگاہ مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکمر ضلع جہلم

داخلہ جاری

مدرسہ کوئی جگہ سواد و کنال بربٹ کر خریدنے کی بنا پر

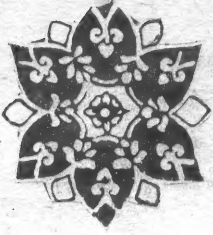
تیسے ہزار روپیہ کے قرضہ کا سامنا ہے

اب تک ایک لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور آئندہ بیس لاکھ روپے کی لاگت یقینی ہے۔ ایک ہزار روپیہ سالانہ دینے

والے اور حسب توفیق دینے والے اہل خیر آگے آئیں علاقہ میں دوستوں تبلیغی جلسے ستر سے زیادہ طلباء زیر تعلیم تربیت ہیں

مفتی رشید احمد ارشد مہتمم مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکمر ضلع جہلم

ساتھ کم کا لکچر تیس ہجڑا ہے۔ ہر کالکٹ ۲۰۰ روپیہ تک جو ضلع جہلم ہے۔ ذکوہ وغیرہ کی رقم ارسال فرما کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں



کراچی کے احباب کا مخلصانہ تعاون

— زاهد الراشدی

کرتا ہوں۔ بالخصوص جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم مولانا عبدالرزاق عزیز اور ان کے ہلکے پھلکے سے مخلصانہ شائیکہ کا شکر گزار ہوں کہ ان کے ایشیا اور مسلم تعاون کے باعث میرے لئے کراچی کے مختلف حصوں میں جماعتی احباب سے ملاقاتوں میں آسانی رہی۔ مجھے امید ہے کہ کراچی کے جماعتی بزرگ اور احباب حالات کے تقاضوں اور ضروریات کا احساس کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کو ایک مضبوط اور مستحکم سیاسی جماعت بنانے میں کسی ایشیا اور جدوجہد سے گزرتی نہیں فرمائیں گے۔

دارالعلوم کراچی میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی سے بھی ملاقات اور اہم امور پر مفید مشاورت ہوئی۔ کراچی کے تنظیمی مسائل کے سلسلے میں اپنی رپورٹ قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود علی صاحب کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس بارے میں ان کی رہنمائی کراچی میں جمعیت کی ترقی و استحکام کی بنیاد ثابت ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس موقع پر میں کراچی کے دورہ کی کامیابی کے سلسلے میں کراچی کے تینوں اضلاع کے ذمہ دار جماعتی بزرگوں اور احباب کے مخلصانہ تعاون کا شکریہ ادا

راقم الحروف کو یکم نومبر سے ۴ نومبر تک اور ۸ دسمبر سے ۱۵ دسمبر تک کراچی کے مختلف علاقوں کا تنظیمی دورہ کرنے اور جمعیت علماء اسلام کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لینے کا موقع ملا۔

اس دوران لیاقت آباد، قنبر، لی ایریا، ناظم آباد، بشیر شاہ، کالونی، ماجر کمپ، بلدیہ ٹاؤن، مبارک کالونی، بھڑی، کیمپ، کورنگی، لانڈھی، غفر آباد کالونی، منیر چر کالونی، ڈرگ کالونی، نیو ٹاؤن، دہلی مکتبہ شائیں، سوسائٹی، اختر کالونی، محمود آباد، کھوکھرا پار، کھڑہ اور دیگر علاقوں میں جماعتی رہنماؤں اور کارکنوں سے تفصیل کے ساتھ جماعتی امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ بالخصوص حضرت مولانا مسلمان صدیقی صاحب، مولانا محمد ذکریا صاحب، مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب، ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب، صوفی عبدالنحمان صاحب، مولانا عبدالرزاق عزیز، ڈاکٹر محمد شریف صاحب، مولانا قاری بشیر افضل صاحب، مولانا مفتی قطب الدین صاحب، مولانا خان محمد صاحب، مولانا حضرت ولی صاحب، مولانا حسن المکاشی صاحب، حاجی میر نور محمد صاحب، سید عمران شاہ صاحب، مولانا قاری محمد اسماعیل صاحب، حاجی محمد حسین صاحب کا پڑیا، مولانا عبدالرؤف صاحب، مولانا محمد یوسف گکھام صاحب اور دیگر جماعتی احباب کے ساتھ مفصل گفتگو ہوئی۔

اس کے علاوہ مجلس تحفظ حقوق اہل السنۃ کے زیر اہتمام ڈرگ کالونی میں منعقد ہونے والی خلافت راشدہ کانفرنس اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی یاد میں منعقد ہونے والی مختلف تقریبات کے ساتھ علامہ عثمانی کے مزار پر حاضر کا رکن تحفہ خوانی کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

معیاری کتابوں کا مرکز

تحفۃ الناس حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ قیمت ۴۰-۳۰

آئینہ تربیت خلاصہ تربیت السالک حضرت تھانوی ترتیب: حضرت مولانا عبدالحی حجتہ اللہ ۴۰-۳۰

مسنون عائیں - مولانا عاشق الہی بٹ شہری ۲۰۰-۲

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ اور حضرت مفتی محمد شفیع کی تصانیف ہم سے باریعت خرید فرمائیں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی دینی اسلامی، تبلیغی کتب کے لیے ہم سے رجوع کریں۔ تاجروں کے لیے خصوصی رعایت و سہولت فراہم کریں گے۔

مکتبہ قاسم العلوم جے، ون۔ ۱۴۰۔ کورنگی، کراچی ۳۱

امیر المومنین سیدنا حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بہت سے تذکرہ نگاروں نے ان عنوان پر نقل باب باندھے ہیں اور حضرت عمرؓ کی توضیح، انکاء، زہد، تقویٰ اور مسلم برداری کے بے شمار واقعات نقل کئے ہیں جو تفصیل کے ساتھ بیان بنیوں کے جاسکتے مگر دو ایک واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے جس سے ان کی شخصیت کی عظمت و رفعت کے کوئی سیدھا سامنے آجائے۔ ان کی زندگی کا ایک رخ جہاں یہ تھا کہ روم و شام عربیہ سلطنتوں پر شکرت گشتی ہو رہی ہے۔ قیصر و کسریٰ کے سفیر دربار میں پیش ہیں، خالد بن ولید جیسے سپہ سالار سے اسلام کی برطرفی کے احکام جاری ہوئے ہیں جس نے طاعناتی طاقتوں کی صفیں الٹ کر رکھ دی تھیں اور جس کی فوجی صلاحیتوں نے مشرق مغرب میں تھلک پکڑ دیا تھا۔ امیر معاویہؓ سے باز پرس ہو رہی ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ، رضی اللہ عنہ، عرق غاصو، رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام احکام جاری ہو رہے ہیں وہاں دوسرا رخ یہ بھی تھا کہ کرتا میں بارہ پیوند لگے ہیں۔ سر پر بوسیدہ غلام ہے۔ پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتیاں ہیں اور بعضی اس حالت میں کا ندھے پر شکر، تہہ کمری بیوہ کے گھر پانی پینچا ہے۔

ان لوگوں نے جھوٹ کہا "تحقیق جب ابو بکرؓ شمشک کی خوشبو سے بھی زیادہ لطیف اور پاکیزہ تھے اس وقت میں اپنے باپ کے اونٹوں سے بھی زیادہ گمراہ اور بے راہ رو تھا۔" (عمر بن الخطاب) لابن جوزی ص ۱۴۹ اس بات سے حضرت عمرؓ کی مراد یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو چکے تھے اور میں کفر کی تاریکیوں میں جھٹک رہا تھا۔ ایک بار حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا۔

"اے ابن خطاب! آپ ہم کو نہ کچھ مال و منال دیتے ہیں اور نہ ہم میں پوری طرح عدل انصاف کرتے ہیں۔"

یہ بات سن کر حضرت عمرؓ کے چہرہ پر شدید ناگواری کے آثار ابھرے اور کیوں نہ ابھرتے کہ یہ ان کی ذات اور کردار پر ایک بہتان تھا۔ قریب تھا کہ حضرت عمرؓ اس شخص کو مارنے کے لئے اٹھتے معاصرین قیسؓ بولے "امیر المومنین! اللہ جل شانہ نے اپنے نبی علیہ السلام کو غنی طلب کر کے کہا ہے غذا العفو و امر بالعرف و نہی عن المنکر۔ ابن الجاہلین۔ اور یہ شخص بھی جاہلین میں سے ہے۔ عرب قیسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ آیت سننے ہی عمر فاروقؓ کی خاموش ہو گئے اور آپؓ نے اس شخص سے دو گدز کیا حالانکہ آپؓ کی رائے کو اور اس آیت کے محل کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔

ایک بار صحابہؓ نے کہا

ایکسی مسجد میں فرش خاک پر لیٹے ہوئے ہیں کہ فرائض امارت کی انجام دہی نے حاصل کر دیا ہے۔

مکہ سے مدینہ کا سفر درپیش ہے گرا تم نہ کوئی خیمہ ہے نہ شامیانہ کوئی درخت نظر آیا تو اس پر چادر ڈال کر سایہ کیا اور جو اس پر ہو گئے، بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا ہے تو خود حیران و پریشان پھر رہے ہیں کسی نے عرض کیا "امیر المومنین! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھا رہے ہیں کسی غلام کو حکم دیجئے وہ وضو لائے گا۔" فرمایا

"مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے؟ تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق شامل ہے۔"

(الفاروق ص ۷۰) عمر فاروقؓ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ کہنے لگے

"امیر المومنین! ہم نے آپ سے زیادہ مال و مصنف، حق گو اور منافقین کے مقابلہ میں سخت گیر آدمی نہیں دیکھا اور نبی کریم علیہ السلام کے بعد آپ سب سے بہتر اور افضل ہیں۔"

عوف بن مالکؓ بھی شریک مجلس تھے۔ بولے تم لوگوں نے جھوٹ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمرؓ سے زیادہ بہتر اور افضل آدمی کو دیکھا ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے عوف! وہ کون ہے؟" عوف نے جواب دیا، ابو بکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ کہتے ہیں "عوف تو نے سچ بولا اور

آپ کی علمی قابلیت

کی وجہ سے

قریش نے آپ کو

سفارت

کا منصب سونپا تھا

دفعۃً اٹھے۔ منبر پر تشریف لے گئے۔ صحابہ نے سمجھا کہ شاید امیر المؤمنین کے ذہن میں کوئی اہم مسئلہ آگیا ہے اور اس کے اعلان و اظہار کے لئے آئے ہیں، مگر عمر فاروقؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا "لوگو! ایسے وہ مجھے زمانہ تھا کہ میں اتنا نادار تھا کہ لوگوں کو پانے بھر کر لادیا کرتا تھا۔ وہ اسے صے میں مجھ کو کھجور دے دے دیا کرتے اور میں لکڑی بھر کر لیتا۔"

یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ منبر پر کھڑے کی کون سی بات تھی۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے سوچا کہیں دل و دماغ پر غرور حکومت کی پرچھائیں نہ پڑ جائے تو اصلاح نفس کی خاطر بر سر منبر یہ بات کہی۔

رعب و دبہ:

کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے،

"جستے راستے سے عرض چیتے ہیں اسے راستے سے شیطانے نہیں گزرتا۔ فقیر امت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ، "ہمارے دو گھر میں حضرت عمرؓ کے اتنی ہیبت تھی کہ میرے بسا اوقات کہہ آیت یا مدینہ کے متعلقہ ایک ایک سالہ سوچتا رہتا تھا کہ آپؓ سے رجوع کر دے مگر میرے ہمت نہ ہوتا تھا۔"

خوفِ خدا:

حضرت عمرؓ فاروقؓ پر اللہ جل شانہ کا خوف اتنا غالب تھا کہ زمین پر پڑا ہوا تنکا اٹھا لیتے اور کہتے "کاش! میں یہ تنکا ہوتا" کاش میں پیدا

کسی دنیاوی غرض اور ذاتی غاصت پر مبنی نہیں تھی مگر اس کے باوجود آپ ہمیشہ اس خیال سے لرزائے رہتے کہ کہیں ناحق کسی پر مواخذہ نہ کر بیٹھوں اور بار بار اپنے ساتھیوں سے کہتے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس آیت وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَعَثْنَا مَا احْكَمْبُرَہَا کا مصداق میں نہ بن جاؤں۔ حضرت عمرؓ فاروقؓ صبح کی نماز میں طویل قرات کرتے اور جب کوئی ترہیب اور غلاب و عقاب کی آیت یا واقعہ گزرتا تو آپؓ کے اسوجاری ہو جاتے۔ عبداللہ بن شدادؓ کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ آپ سورہ یوسف پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے اَتَمَّا اشْكُوْنٰ لِيْ وَفُتْنٰی اِلٰی اللّٰہِ، تو اس وقت میں نے آپ کے رونے کی آواز سنی

حضرت عمرؓ فاروقؓ کی شخصیت عاجزی، انکسار، تواضع خشیت الہی کا مرقع ہے،

قدرت کا یہ قانون ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے مخلوق خدا اس سے ڈرتی ہے، جس نے خدا کی غلامی اور نبی علیہ السلام کی اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا دنیا اس کے قدموں پر جھک گئی، جس نے اپنی پیشانی بعد مجر و نیاز خدا کے حضور میں رکھ دی بڑے بڑے جباروں کی گردنیں اس کے آگے خم ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ فاروقؓ کی شخصیت کو دیکھئے عاجزی، انکسار، تواضع خشیت الہی کا مرقع ہے۔ وہ کسی مرد پر شان و شوکت، امیرانہ و حاکمانہ عظمت و جلال کا اظہار کرتے نظر نہیں آئیں گے مگر اس کے باوجود قدرت نے ان کی شخصیت میں ایسی لافانی عظمت اور شوکت و سطوت و ولایت کی تھی کہ مشرق و مغرب میں لوگ عمرؓ کے نام سے کانپتے تھے اور قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں ان کی عظمت و شوکت کے تصور سے لرزہ پڑ جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کی عظمت و ہیبت کا اس سے بڑھ کر اور

نہ ہوا ہوتا۔ کاش میری ماں نے مجھے جناہ ہوتا، کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

ابی سلامہ کہتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ حرم میں کچھ مردوں اور عورتوں کو مار مار کر جھا رہے ہیں۔ وہ سب ایک جگہ وضو کر رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ حوض بنادیے جائیں۔" آپ وہاں سے بٹھے تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ لہ گئے۔ آپ ان سے کہنے لگے "علیؓ! میں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا "وہ کیسے؟" آپ بولے "میں نے اللہ کے حرم میں مردوں اور عورتوں کو مارا۔" حضرت علیؓ نے کہا "امیر المؤمنین! آپ تو ملت کے نگہبان ہیں اگر آپ نے مارا بھی ہے تو نصیحت اور اصلاح کی نیت سے مارا ہے، اگر کسی دنیاوی یا ذاتی غرض کی بنا پر ایسا کرتے تو ظلم ہوتا۔" لوگوں پر آپ کی سختی اور در دیر اگرچہ

حالا کہ میں کچھ مضمون میں تھا۔ عبداللہ بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ "کثرت گریہ کی وجہ سے فاروقؓ اعظمؓ کے رخساروں پر بر نشان پڑ گئے تھے۔

حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھاتے تھے تو آپ پر گریہ اتنا غالب آجاتا تھا کہ میں تیسری صف میں ان کے رونے کی آواز سنتا تھا۔

ابو عثمان ممدیؓ کا بیان ہے کہ "میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا، بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ دعا مانگ رہے ہیں،

اللھم ان کنت کتبا عندک فی شقوة و ذنب فانک تمحو ما استاء وثبت عندک اھل کتاب فاجعلھا سعادة و مختصة۔ جب قیصر و کسریٰ کی حکومتیں مسلمانوں کے

زیر پٹنیں آگئیں اور وہاں کے خزانے اور سونے چاندی کے انبار مسجد نبوی میں لا کر ڈالے گئے تو امیر المومنین عمر فاروقؓ نے ان کو دیکھا۔ سونے اور چاندی پر سورج کی شعاعیں ٹپ رہی تھیں اور اس کی چمک نکھوں کو خیرہ کر رہی تھی آپؓ رونے لگے۔ لوگوں نے معنی کیا امیر المومنینؓ! کیا کچھ بھڑکنی دلال کا دن ہے؟" سر مایا:

"یہ میرے مجھے جانتا ہوں کہ آج بظاہر حزن دلال کا دن ہے نہایت ہے بلکہ خوشی اور انبساط کا دن ہے کہ اللہ جلے شانے اپنے نبیؐ کے فرمودات کو آج پورا کر دیا اور عرب کے نادار اور بے خانقاہ بدو کو اسلام نے یہ عزت و شرف بخشا کہ قیصر و کسرمے کے خزانے اس کے قدموں میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جسے قوم میں دولت کے فوافے کرتے ہیں اسے قوم میں فقر و افقند فساد کے آگے بھڑکے اٹھتے ہیں اور یہی تصور ہے جو مجھ کو رلا رہا ہے"

ایشاد قربانی کے عملی مظاہرے:

حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں عام تذکرہ نگاروں نے صرف اس پہلو پر زور دیا ہے کہ وہ سخت گیر تھے، قانون اور ضابطے کی پابندی میں کسی رعایت کے روادار نہیں تھے خواہ وہ قانون اور ضابطہ قرآنی ہو یا حکومت کا نافذ کردہ۔ وہ سختی اور تشدد میں امیر و عزیز، کم تر و برتر، اپنے اور بیگانے کی تیز روانہ نہیں رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے جو کچھ لکھا ٹھیک لکھا مگر زیادہ بہتر ہوتا کہ وہ اس پہلو کو بھی اتنی ہی فصاحت اور تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کرتے کہ عمرؓ نے جو کچھ بھی کیا یا کیا پہلے اسے اپنی ذات پر آزمایا

کسی سختی اور تشدد سے کبھی اپنی ذات کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ جب ایک روز اپنی عزت پر تڑپا (ام المومنین) حضرت حفصہؓ سے ملنے گئے تو انہوں نے اپنے باپ کی آمد کی خوشی میں ستورے کی متم کا کوئی سناں پکایا اور آپؓ کے سامنے لا کر رکھا۔ آپؓ نے دیکھا تو اس میں گھسی کا ترما ہٹ نظر آیا، ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگے "بیٹی! میں ایسی چیز نہیں کھا سکتا جس میں دھرنہ ہوں۔"

دوسرے حکام اور امراء آپ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے ڈرتے تھے کیوں حضرت عمرؓ نے اپنے لئے کھانے کا جو معیار مقرر کر رکھا تھا دوسرے لوگوں کے لئے ایک آدھ وقت بھی اس کا بنا ہوا مشکل تھا۔

جب جزیرہ مناء عرب (فاروقی دور) قحط کی (شاہجہری میں مسلمانوں کو قحط سے بچا ہونا پڑا، اس سال کو "سرخ آندھیوں کا سال" کہتے ہیں) بیٹھ میں آیا اس وقت آپؓ نے جس ایشاد پسندی اور جفا کشی کی روش اختیار کی، ہمیں یقین ہے کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، قحط کی پوری مدت میں آپؓ نے زیر تن پر گزارہ کیا، مستقل زیتون کھانے سے آپ کی رنگت بدل گئی تھی اور پیٹ میں شدید درد اور مردہ ہونے لگا تھا۔ جب پیٹ میں زیادہ درد ہوتا تو اس پر ہاتھ مارتے اور کہتے "جب تک ملک کی اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے اس وقت تک یہی کھانا پڑے گا۔"

ان تمام باتوں کے باوجود حضرت عمرؓ فرمایا کرتے "میں خوب جانتا ہوں کہ اچھی غذائیں کون سی ہیں اور بُری غذائیں کون سی، میں اگر چاہوں تو اچھی سے اچھی غذاؤں سے بہرہ ور ہو سکتا ہوں مگر میرے پیش نظر ہر وقت اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد ہوتا ہے "تم لوگ دنیا و مافیہا سے لذت سے میرے

اسے درجہ ملے نہ ہو جاؤ کہ تمہاری نیکیاں اکارتے ہو جائیں۔"

حضرت عمرؓ جو اپنی ذات پر اس درجہ سخت کرتے تھے وہ اس جذبہ کے تحت تھا کہ ہمیں اللہ جل شانہ کے یہاں سے جولا زوال نعمتیں اور مسرتیں ملنے والی ہیں، دنیاوی لذتوں میں پڑ کر کہیں وہ زائل نہ ہو جائیں۔

جہاں حضرت عمر فاروقؓ اپنی اور اپنے اہل عیال کے لئے سخت گیری اور شدت پسندی کی وجہ یہ تھی کہ وہ دنیا کی چند روزہ مسرتوں کے باعث بل آخرت کی ان منٹ اور لازوال نعمتوں کو ترجیح دیتے تھے وہاں اس عمل کی تین ایک اور جذبہ بھی کارفرما تھا اور وہ یہ تھا کہ آپؓ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہتے تھے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کی سختیاں کس حد تک اٹھائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کی زندگی مادی اعتبار سے بڑی کمشن تھی۔ اس درجہ کمشن کا فائدہ ملک کی نوبت آجاتی تھی، حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی بھی ہر قسم کے پیش و آرام سے دور تھی، تمام تر دنیاوی راحتیں حاصل کرنے کی قدرت کے باوجود ابوبکرؓ کی زندگی عسرت و تنگدستی کا نمونہ تھی۔ فاروقی اعظمؓ ہر مرحلہ پر یہ بات پیش نظر رکھتے تھے کہ ان کا لباس، کھانا پینا، رہن سہن اور گھر بار کوئی چیز اس حضرت صلعم اور ابوبکرؓ سے بہتر نہ ہونے پائے۔ دورِ فاروقیؓ جب ہر صحت سے دولت کچی چلی آرہی تھی، حسین خلافت میں مالی غنیمت کے انبار لگ رہے تھے تو حضرت عمرؓ کو رسالت مآبؐ اور خلیفہ الرسولؐ کی ناداریاں اور مال و منال سے محرومیاں یاد آتی تھیں انہیں یاد کر کے آپؓ رونے لگتے تھے اور بسا اوقات آپ کی چمکیاں ہندھ جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی یہ گریہ زاری اور دنیاوی زندگی میں

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا

"میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ عمرؓ کا باطن عمرؓ کے ظاہر سے اچھا ہے"

آپ کی بے مائی دیکھ کر آپ کے سامنے انتہائی کرب محسوس کرتے۔ ایک بار آپ کے ساتھیوں نے آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے درخواست کی کہ اپنے والد کو بھیجائیں کہ وہ اپنے نفس پر اتنی جنگا کشی نہ کریں۔ حضرت حفصہؓ نے یہی بات اپنے والد سے کہی تو انہوں نے ماننے سے صاف انکار کر دیا اور حضرت حفصہؓ کو اس انداز سے آقائے نامدار کی زندگی کی ناداریاں اور مصیبتیں یاد دلائی کہ وہ بھی آب دیدہ ہو گئیں۔ (الشیخانؒ ڈاکٹر محمد حسین)

اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے لئے اس کھٹن، جاں نسل اور مصائب سے بھرپور زندگی قبول کر لینے کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ اگر بیت المال سے اپنے اخراجات کی فراخی کے ساتھ کفالت نہیں کرنا چاہتے تھے تو منصب خلافت اور امیر المومنین کی حیثیت سے ہٹ کر آپ ایسے بے سروسامان اور بے وسیدہ تھے کہ اپنے ذاتی ذرائع سے بھی زندگی کی سہولتیں اور آسائشیں مہیا نہیں کر سکتے تھے۔ یقیناً سب کچھ ہو سکتا تھا مگر فاروق اعظمؓ تو اپنی زندگی کی سب سے بڑی فوز و فلاح اور تاب و نفع کے لئے دائمی سکون جناب رسالت مآب اور جناب ابوبکر صدیقؓ کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلنے میں محسوس کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے:-

”میرے دوسا مٹے تھے، انہ دونوں نے ایکے خاصے انداز سے زندگی کے دنے کاٹے ہیں۔ میرے یہ خواہشیں بے کہ ہو ہوانے کے طریقوں پر ملے کر دے کیونکہ اگر میرے نے ان کے طریقے سے سرمو مجھے انحراف سے کیا تو بعد میں آنے والے لوگ میرے مثال سے دے کر آن حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے طریقے سے ہٹنے کی کوشش کرے گے۔“ (الشیخانؒ ڈاکٹر محمد حسین)

ذاتی مصارف:

خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد عمر فاروقؓ نے اپنے ذاتی مصارف کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ صحابہؓ نے بقدر ضرورت لینے کے اجازت دی، کچھ روز بعد امیر المومنین کی ضرورت

میں اضافہ ہوا تو صحابہؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے ذریعہ اس بات کی تحریک کی کہ فاروق اعظمؓ بیت المال سے لئے جانے والے ذیلیہ میں اضافہ کریں۔ جب حضرت حفصہؓ نے صحابہؓ کی اس خواہش کو آپ کے سامنے رکھا تو سخت ناراض ہوئے حفصہؓ سے رسول اللہ کی معاشرت، لباس اور کھپونے کو پوچھا کہ کیسا تھا اور آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا۔ ام المومنین حفصہؓ نے تفصیل بتائی تو فاروق اعظمؓ بولے ”خدا کی قسم میں مغلول خرچی کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ نہ دنیا کی راحتوں کو آخرت پر ترجیح دیتا ہوں۔ میرے پہلے دونوں ساتھیوں کی بعینہ اسی مثال ہے کہ تین آدمیوں نے سفر کیا۔ پہلا تو اپنا زاد و سوار لے کر گزر گیا اور منزل تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد

دوسرے اس کی پیروی کی۔ وہ بھی اس سے جا ملا۔ اب دونوں کے بعد تیسرے کی باری آئی، اگر اس نے ان دونوں کا راستہ اختیار کیا اور ایسا ہی زاد و راہ لیا تو یہ بھی منزل مقصود پر پہنچ کر ان سے جا ملے گا۔ اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو نہ منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے اور نہ ان دوسرے ساتھیوں سے مل سکتا ہے۔“ (تاریخ ابن خلدون جلد اول ص ۳۴۶-۳۴۷)۔

منصب خلافت پر:

۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بروز شنبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت سوا دو برس تھی۔ اس عہد میں جتنے بڑے بڑے کام انجام پائے سب حضرت عمرؓ کی رائے اور مشورے سے انجام پائے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کی طویل رفاقت سے یہ تجربہ اور یقین ہو گیا تھا کہ: ”میرے بعد خلافت و امامت کا بار گراں

عمر فاروقؓ کے سوا کوئی نہ اٹھاسکے گا، ابوبکر صدیقؓ کی دور رس نگاہیں بھانپ گئی تھیں کہ تمام صحابہؓ میں عمر فاروقؓ سے بہتر کوئی شخص منصب خلافت کے لئے موجود نہیں ہے۔“

پھر بھی وفات کے قریب صدیق کاملؓ نے عام مسلمانوں کی رائے کا پوری طرح اندازہ لگانے کے لئے بڑے بڑے صحابہؓ سے مشورہ کیا، عثمان غنیؓ کو لاکھ فاروق اعظمؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:-

”میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ عمرؓ کا باطن اس کے ظاہر سے اچھا ہے۔“
عبدالرحمان بن عوفؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا:- ”عمرؓ کی قابلیت میں کیا کلام ہے۔ تردد صرف

”جس راستے سے سر چلے ہیں اس راستے سے شیطان بھی گزرتا؛“

اتنا ہے کہ ان کے مزاج میں سختی ہے۔“
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ”ان کی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا جب سارا کام انہیں پر آ پڑے گا تو وہ نرم ہو جائیں گے۔“
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے طبرستان کے جواب میں فرمایا ”اگر خدا نے پوچھا تو یہ جواب دوں گا کہ اپنے بعد مسلمانوں کا امیر اور خلیفہ ایسے شخص کو بنا کر آیا ہوں جو تیرے بندوں میں سب سے بہتر تھا۔“

یہ کہہ کر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور خلافت کے بارے میں ایک عہد نامہ لکھوانا شروع کیا، ابتدائی الفاظ لکھوائے تھے کہ غرض آگیا، حضرت عثمانؓ نے یہ حالت دیکھ کر اپنی طرف سے یہ الفاظ لکھ لئے کہ ”میں عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔“ تھوڑی دیر بعد ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو عثمان غنیؓ سے پوچھا سناؤ کیا لکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ عمرؓ کا نام لکھ دیا ہے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور کماحقہ تم کو جزائے خیر دے۔

گوہر ایوب کا بیان توجہ طلب ہے؟

سابق صدر محمد ایوب خان کے عاجزادے گوہر ایوب بھٹو کے دور استبداد میں کافی دنوں جیل میں رکھے ہوئے تھے۔ کنونشن مسلم لیگ کے بعد تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی۔ تحریک نے صوبہ سرحد کی قیادت ان کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے مور پرکانی جھانک دوڑی جی کہ جیل پہنچ گئے، ان کی جیل کے زمانہ میں ہی ایکشن ہوئے، وہ ایکشن جو بھٹو کی ریتہ دراہنوں کی ندم ہو گئے، گوہر صاحب ہری پور سے قومی اتحاد کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے امیدوار تھے، جیل میں ہونے کے باوجود اور تاریخ ساز دھاندلی کے باوجود کامیاب ہوئے، اور صدر دھاندلی کا رد عمل ہوا تحریک چلی بھڑک گئی، عمل کا شکار ہو گیا۔ اور عارضی فوجی حکومت نے ملک کا انتظام والٹر ام سٹین لینا۔ اس دوران پاکستان قومی اتحاد کی ایک رکن جماعت یعنی تحریک استقلال کے سربراہ مسٹر امغر خان کو نہ معلوم کیا ہوا انہوں نے بیکی بیکی باتیں شروع کر دیں، ان کی پارٹی نائب صدر اور مدارالجمہام ملک وزیر علی نے امیروں اور غریبوں کے نظام مصطفیٰ کی گفتگو کا ساز چھڑ دیا، حتیٰ کہ مسٹر امغر خان جو پارٹی بنا بنا کر دوسروں کے سپرد کرنے اور پارٹیوں کے ادغام و اتحاد کے بعد متعہ پیٹ فارم سے عیدہ ہونے میں ایک تاریخی کردار کے حامل ہیں نے ایران کا دورہ کیا ان کا دورہ معنی خیز تھا، اس کے بعد وہ چند دن غائب رہے انہیں اڑیں کہ امریکہ میں ہیں، بہر حال ملک کی زمین پر واپس قدم رکھتے ہیں، ان کے بچہ میں تیزی و تہمتی کا عنصر غائب تھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے قومی اتحاد کی "مادانیت و ضرورت" کا انکار کر کے اور اس کی قیادت پر "نا اہل" کا الزام دیکر علیحدگی اختیار کر لی۔ جن دنوں مسٹر امغر خان یا ان کے بعض حواریوں کی طرف سے اس قسم کے بیانات آرہے تھے، جن

سے علیحدگی کی بو آتی تھی، ان دنوں تحریک کے اندرونی حلقوں کے اس موقی غلامی کے خلاف جو مؤثر اور توانا آواز بلند ہوئی وہ گوہر ایوب کی تھی، انہوں نے دلائل کے ساتھ امغر خان کی اس شوق تدا بازی کو غلط ثابت کیا اور تحریک کی قومی مجلس کے حوالہ سے بھی بتلایا کہ اکثریت اسی کے خلاف ہے، اہم پران کے خلاف نزدیکان بے بھرے ناہیں کھولیں حتیٰ کہ نوٹس آئے اور ایک عدد دنیا قائدِ جہاد کے لیے دریافت کر لیا گیا۔

گوہر صاحب ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پائے بلکہ وہ ایک بیان میں تحریک سے اپنے نکاح جانے کے فیصلہ کو عدالت میں چیلنج کرنے کا بھی کہہ چکے ہیں، بہر حال یہ ان کا معاملہ ہے، ہم دُعا گو ہیں کہ صوبہ سرحد کے سیکس، لیکن اس وقت ہمیں جس بات کی طرف ملک کے ذمہ دار حلقوں، ارباب سیاست و محافت اور علما و دُعا کو توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر گوہر ایوب نے ایک حالیہ بیان میں امغر خان اور ان کی جماعت کی نئی اصطلاح "دیسویں صدی کا نظام مصطفیٰ" کے متعلق کہا ہے کہ یہ نعرہ اقلیتی جماعت کا ہے، جسے عوام نے بے پناہ قربانیوں کے بعد حال ہی میں بغیر مسلم اقلیت قرار دے لیا ہے۔

گوہر صاحب کا واضح اشارہ قادیانی کی طرف ہے، جو انگریز مقاصد کی خاطر سر موجود میں آئی اور جس کے بانی کو انگریز بہادر نے اپنی مزدوروں کے تحت "مذہب نبوت" پر براجمان کر کے ان سے عقیدہ جہاد کے خلاف جہاد کروایا، یہ جماعت اپنے پس منظر، روایات اور تاریخ کے اعتبار سے ملت و قوم کی واضح دشمن ہے، لیکن پاکستان ایسی نظریاتی مملکت میں اس جماعت کو غلط طریق سے

نوازا گیا، کہ اس کے ایک ذمہ دار فرد کو وزیر خارجہ تک نامہ لایا گیا۔ سول و فوج میں اس جماعت کے افراد کو اہم محکمے دے گئے، اور اس جماعت کے ہاتھوں بہت کچھ زک اٹھانے کے بعد اسے بمشکل بغیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تحریک مسلمہ کے دلائل سبھی جماعتوں اور افراد نے اس کا رجز میں حصہ لیا ہمیں یاد نہیں کہ مسٹر امغر خان نے کوئی کلمہ خیر کہا ہو بلکہ اس سے قبل مسلمہ میں ان کے متعلق یہ افواہیں گرم تھیں، دُعا اس جماعت سے ناظر رکھتے ہیں اور راولپنڈی کے شہری جانتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۷۹ء میں عید الفطر کی نماز کے بعد امغر خان نے جہاں نماز ادا کی وہاں کے خلیفہ نے انہیں توجہ دلائی کہ آپ پر یہ الزام ہے، اس کی صفائی اس مجمع میں کر دیں، تو یہاں موجود پنڈی کے ایک لاکھ شہری اپنی اخلاقی اور عملی حمایت سے آپ کو سرفراز فرمائی گئے، لیکن امغر خان جس سے مس دہوئے، اسی طرح وہاں کی ایک مل کے دیندار مالک کے پاس جب دوٹ کے لیے امغر خان گئے، تو انہوں نے اس طرف ان کی توجہ دلائی لیکن امغر خان صاحب طرح دے گئے اور معاملہ صاف نہ کیا۔

قومی اتحاد کے دوران عوام نے تمام قائدین کو جو عزت بخشی امغر خان نے شاید اپنے کو سمجھایا کچھ خارجی عوامل کے دوران انہوں نے ایسا کیا، بہر حال ہمارا مقصد مسٹر گوہر ایوب صاحب کے اس بیان کی طرف توجہ دلانا ہے، اور ہمیں چاہتے ہیں، کہ اس کا سمجھنے سے نوٹس لیا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سازشی جماعت انتقام کے جذبہ سے کسی سے سختی ہو جائے اور ملک و ملت کے لیے کوئی سدھل کھڑا ہو جائے،

احتیاط کے ضرورت

دسیت مصطفیٰ جلد سوم۔ از مولانا محمد
ادریس صاحب کاندھلوی، الف فاروق
از علامہ شبلی نعمانی (۴)۔

اس کے بعد صدیق کامل نے حضرت عمرؓ کو
کچھ نصیحتیں کیں جو حضرت عمرؓ کے لئے ایک عمدہ
دستور العمل ثابت ہوئیں۔

وظیفے اور تنخواہیں:

مسند خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے
اپنے اعزہ بلکہ اہل و عیال سے زیادہ جنابِ سالٹ
ماب کے عزیز و اقارب کا پاس و لحاظ رکھا جب
صحابہؓ کے وظیفے مقرر کرنے چاہے تو بڑے بڑے
صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ سب نے رائے دی کہ بحیثیت
امیر المؤمنین آپ کو مقدم رکھا جائے مگر آپ نے انکار
کر دیا اور فرمایا کہ آنحضرتؐ کے تقرب اور قربت کے
لحاظ سے وظیفہ باندھے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے
بنی ہاشم اور ان میں بھی حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ
کو مقدم رکھا۔ اپنے خاندان کو باقیوں میں پہلے
تنخواہوں کی مقرر میں بھی ہی ترتیب ملحوظ رکھی۔ سب
سے زیادہ تنخواہ بدری صحابہؓ کی مقرر کی جس کی
اور حضرت حسینؓ صحابہؓ بدر میں سے تھے مگر
کیونکہ حضور علیہ السلام کے نواسے تھے اس لئے
ان کے وظیفے بدری صحابہ کے برابر مقرر کئے گئے

وظیفوں کی ترتیب اس طرح قائم کی گئی

حضرت عباس بن عبدالمطلب	۵۰۰۰ درہم سالانہ
حضرت علی بن ابی طالب	" "
ازواج مطہرات	۱۰۰۰۰ " "
حضرت عائشہ صدیقہؓ	۱۲۰۰۰ " "
اہل بدر	۵۰۰۰ " "

(باقی اگلے شمارے میں)

ہفت روزہ ترجمان اسلام میں
استہار
دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

جو حقیقت قومی سطح کے لوگ ہیں اور اس کی مہر و پور
ملاحتیں نہیں رکھتے، بلکہ اکثر و بیشتر اسی حیثیت میں
متعارف و مقبول ہیں اور کام کر رہے ہیں، لیکن جو
کسی ایک یا دو صوبوں میں زیادہ قابلِ احترام و فخر
گردانے جاتے ہیں، ملکی مسائل کے حل کے لیے انہیں
بلا نا غلط اور شراغیزی قرار دیا جائے آخر کیوں؟
اس لیے کہ یہ تجویز خان عبدالولی خان نے
پیش کی ہے؛ اور خان عبدالولی خان وہ ہیں جو کسی
آمر و جابر کے سامنے نہیں ہٹکے اور جنہوں نے حزب
اختلاف کی ترجمانی کا پورا پورا فرض ادا کیا اور ملک
قوم کے حقوق کے لیے سر توڑ جدوجہد کی اور
مٹا فقت و شرارت اور مصلحت آمیزی سے کوہنوا
دور رہے،

ہمیں اس بات کا دکھ ہے کہ یہاں حب الوطنی
کا ٹھیکیدار ایک مخصوص قسم کے لوگوں کو سمجھا جاتا
ہے، اور اس مخصوص سانچہ میں جو لوگ فٹ نہیں بیٹھتے
انہیں بیک قلم غدار اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے دیا
جاتا ہے،

خان عبدالولی خان جو ایک طویل عرصہ کے بعد
جیل سے باہر آئے ہیں، انہیں ملکی سیاست میں اپنا
موثر کردار ادا کرنے کا موقعہ دیا جائے اور غلط فہمیاں
پھیلانے سے گریز کیا جائے ایسا نہ ہو کہ مشکل صورت
حال پیدا ہو جائے، ہم آخر میں آغا شورش کاشمیری
مرحوم کے الفاظ میں گزارش کریں گے کہ۔

خان عبدالولی خان کو شیخ نجیب الرحمن بنایا جائے

بقیہ حوت عر فاروق

عہد نامہ مکمل ہوا تو اپنے خادم خاص کو دیا کہ
جو لوگ باہر جمع ہیں ان کو پڑھ کر سن دے۔ پھر خود
بالا خانہ سے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:
"میں نے اپنے کسی بھائی سے نہ یا عزیز
رشتہ دار کو خلیفہ مقرر نہیں کیا بلکہ میرے نے عمرؓ
کو خلیفہ اور امیر المؤمنین مقرر کیا ہے۔ کیا تم
سب سے نوکے اسے پر راضی ہو؟"
سب نے یک زبان ہو کر کہا: سمعنا و اطعنا۔
ہم نے سن لیا اور ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔

خان عبدالولی خان رہا ہو گئے، رہائی کے بعد انہوں
نے توجہ دلائی کہ مسائل کے حل کے لیے چاروں صوبوں
کے قائدین و رہنماؤں کو بلائے پر تہہ در تہہ دیا۔

یہ تجویز صحیح ہے اور درست ہے لیکن
بدقسمتی سے بعض علینے جو دل خان وغیرہ کو گالی دے
کر دہائی کھانے کے چکر میں رہتے ہیں، انہیں بخار
چڑھ آیا اور انہوں نے اس پر حاشیہ آرائی شروع
کر دی۔

ملک کے ایک اخبار نے رہائی سے متعلق ادارے
لکھ کر وہ بے مقصد باتیں کہیں جنہیں دلی خوہا سے
تعبیر کیا جاسکتا ہے، یہ اخباریوں تو "افضل الجملہ کلمتہ
حق عنہ سلطان جائزہ" کے جھوسے مزین ہوتا ہے
اور اسے اپنے معاملہ میں بڑے دغور ہیں، لیکن
ہم خدا لگتی بات چھپا نہیں سکتے، کہ اس اخبار اور
اس کے موجودہ مالک نے بالخصوص اس ملک کے
مسائل کو اچھانے میں انتہائی متوجہ کردار ادا کیا ہے
لیکن اس کے باوجود وہ یہاں کا محبوب ترین اخبار
ہے، معنی اس لیے کہ وہ انگریز استبداد کے خلاف
لڑنے والوں کو گالی دینے اور ان کی کردار کشی میں
سرگرم عمل رہتا ہے،

اس اخبار کے قلم نویس نے اپنے قطععات
میں ایسی باتیں کہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی
واسطہ نہیں۔ مثلاً اس نے چاروں صوبوں کے سپاہیوں
کی کانفرنس بلائے کہ صوبائی جمعیت کے جرائم
پھیلانے اور اس فتنہ کو دوبارہ ہوا دینے کے
مترواق قرار دیا۔

ہم اس بے بعثت قطعہ نویس کو جو اسلام کی
صدر اول کی مقدس شخصیات کے بعض میں اپنی
روقیں ہم کھو چکا ہے، کیسے سمجھائیں، کہ جان بن
صوبائی لیڈروں اور قائدین کو بلانا اور ان سے مسائل
پر مشورہ کرنا کوئی اچھنے کی بات نہیں اس ملک کے
دستور و قانون میں صوبائی خود مختاری کی حقیقت
کو تسلیم کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں ایک رابطہ وزارت
کام کرتی رہی ہے۔ صوبائی گورنروں و وزراء اعلیٰ کے
اجلاس ہوتے رہے ہیں اور یہ ایک قانون و دستور
چیز تھی، علاوہ ازیں مختلف محکموں کے سیکرٹری وغیرہ
جو مختلف صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے علاج
معمول کی بات ہے، لیکن اگر وہ قائدین اور رہنما

ملازم کی پھٹی کسنے والے

”ملازمت سے پاک اسلامی نظام“ کی وضاحت بھی فراہم

اس کے عوام کی ضروریات کے تقاضے پورے کرتے ہیں اس گروہ کے ساتھ سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، یہاں اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہونا یقینی ہے اور یقیناً اس مقدس مشن کو ملت کے دہی افراد پورا کریں گے جو نہ صرف اسلامی اصولوں کے مطابق اقتصادی و معاشرتی نظام قائم کرنا چاہتے ہوں، بلکہ ان پر عمل بھی کرتے ہیں، مقررین خواہ اور کچھ بھی ہوں وہ

عدلیہ کی آزادی اور انسانی حقوق کے تحفظ کو ایک مذاق بنارکھا تھا، حریت کا مقام ہے کہ وہ جو زندگی بھر جیل خانے سے باہر نکلنے سے متعلق ان لادینی توتروں کے برسرِ اقتدار رہنے پر سوچ بھی نہیں سکتے تھے آج فرماتے ہیں، کہ ملازمت سے پاک اسلامی نظام نافذ کیا جائے یہ ملازم کو تختہ مشق بنا کر علماء کرام کی ہتک کرنے والے خود اپنے منبر سے غائبہ کریں، کہ اب سے چند ماہ پہلے کس بے حیائی کے عالم میں تھے، کوئی

زندگی کا کوئی بھی مسئلہ ہو اگر اس میں عمل صداقت اور نظریات پر استقامت کا تعاون حاصل نہیں ہے تو یقین جانیے، کہ نصیحت سے زیادہ اور کوئی بات فستول گوئی کا معیار نہیں قرار دی جاسکتی، ایسے ہمدردوں سے خدا دشمنوں کو بھی محفوظ رکھے، جن کو یقین محبت اور عمل کی کوئی سعادت میسر نہیں آسکتی اور گفتار کے غازی ہونے میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ دوسروں کو فرشتہ ہونے کی یقین کرتے ہیں، اور خود ان سیاہ

جن لوگوں کی سیاست میں فتنہ و فساد کذب و منافقت ہے، وہ اسلام سے کیسے اور کیوں کر مخلص ہو سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں ہیں، جو دل سے یہ بات مانتے ہیں، کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے اور زمان و مکان کی قید و شرط سے بے نیاز تمام معاملات کا متوازن اور عادلانہ حل پیش کرتا ہے،

اسلام اس عالم اسباب میں آیا، اسی لیے ہے کہ دنیا سے ظلم مٹ جائے، فساد و مہم بانی نہ رہے، جبر و استبداد کا خاتمہ ہو جائے، اور لوگ اللہ کے دین کی پیروی کے لیے آزاد ہوں، اسلام کسی انسان کو اپنی پیروی پر مجبور نہیں کرتا، لیکن ایک بات ضرور کہنا ہوں۔ خدا کے باطنی اس کی زمین پر رعیت بن کر تو رہیں، لیکن حاکم بن کر نہیں، زمین پر حکمرانی اللہ کے صرف ان اطاعت گزار بندوں کا حق ہے، جو اللہ کی زمین پر ظلم و ستم، فتنہ و فساد اور کذب و منافقت کو ختم کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ اب جن لوگوں کو سیاست ہی فتنہ و فساد اور کذب و منافقت ہے وہ اسلام کے کیسے اور کیوں مخلص ہو سکتے ہیں۔ اسلام اسلام کی رٹ، لگانے پر تو یوں مجبور

حد بھی ہے اخلاقی نزول اور نکر و کردار کی پستی کی یہ موقع پرستی کے کرنا کب مضامین اب بے حیرت کو یہ سوچنے سمجھنے کی دعوت دے رہے ہیں، کہ کب تک عوام کا ان ”پاکدامن اور پاک طبیعت“ لیڈروں سے پیچھا نہ چھڑایا جائے گا۔ سیاسی زندگی کو ابن الوقتوں کے غلبہ سے محفوظ رکھنا مشکل نہیں ناممکن ہے، یہی وہ گروہ ہے کہ جہاں اسے زندگی کی مرعات حاصل ہوتی ہیں، دیہی ڈیرہ ڈال لیتا ہے، اور جب کبھی اور بہتر موقع ملتا ہے، تو اس طرف کارُخ کر لیتا ہے، ان فنکاروں کا کمال یہ ہے کہ، سارے کھیل غریبوں کے نام پر کھیلے جاتے ہیں، یہ ری پبلکس میں تھے، تو غریبوں کی جماعت وہ تھی کنونشن لیگ میں آگئے تو خواہر ہے، کہ یہ سیاسی پیش فارم ہی فاقہ مستوں کا تھا، پیپلز پارٹی کے بانی کارکنوں میں تھے، تو اس جماعت نے جو سیاہ ترین باب رقم کیے ان کے بیان کرنے کے لیے تو دفتر کے دفتر چاہیں آپ دیکھیے، اور کس جماعت میں شامل ہو کر ملک اور

کاریوں میں مبتلا رہتے ہیں، کہ جن کو دیکھ کر شیطان کے ماتھے پر بھی پسینہ آجائے، جب وقت مصیبت پڑتا ہے تو خدا یاد آتا ہے، خاصانِ خدا یاد آتے ہیں قرآن خوانی کی جاتی ہے، مسجدیں دعائیں مانگی جاتی ہیں، مزارات پر حقیقت مندر مظاہرے اور اخبارات میں مطلوبہ بیان شائع کرائے جاتے ہیں، اور جب اقتدار و اختیار پر مسلط ہو جاتے ہیں، تو یہ بھول جاتے ہیں، کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ایک مقدس شاہکار ہے، جس کا تقدس مجربہ اور ”زمانے کی حدود سے“ ماوراء ہے، چنانچہ جی بھر فرعونیت کا وہ دبہ رکھتے ہیں اور تذلیلِ انسانیت کرتے ہیں۔

اس مشاہدے کی تردید نہیں ہو سکتی، کہ عالیہ تحریک پیپلز پارٹی نے جس اتحاد و ایشار کا مظاہرہ کیا۔ اس کے نتیجے میں پوری قوم نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لیے آگے بڑھی اور ان لادینی قوتوں کو شکست فاش دی، جنہوں نے جمہوریت، قانون کی بالادستی

ہیں، کہ معذہ پر یہ نقاب ڈالے بغیر چہرے کی سیاسی چھٹی نہیں اب جب تک درپردہ معاندین اسلام سے نباہ سوتی رہے گی، طنز و تعلیک کے لیے علماء اسلام موجود ہیں، بات کرنے کے فن میں ایسے طاق کہ اگر دریافت کیا جائے کہ سارا زور علمی مخالفت پر ہی کیوں ہے، تو جواب دس گے، ہم تو ملازم کے غلام ہیں، علماء سے حق کے تو ہم خادم ہیں اور ان کی اطاعت ہمارے لیے سرمایہ سعادت ہے۔

ہم بلا خوف تردد یہ عرض کرتے ہیں، کہ پاکستان کی سیاست میں بے یقینی کی فضا ایسے ہی خود ساختہ رہنماؤں نے پیدا کی ہے جن کی زبانیں بُت میٹھی ہیں اور سیاسی اعمال زہر میں بھیجے ہیں، زبان و قلم سے تو اسلام کو خراج عقیدت پیش کرنے سے نہیں تھکتے، لیکن جب عملی اقدام کا مرحلہ آتا ہے تو ہر وہ حکمت مذہب اختیار کرتے ہیں، کہ جس سے اصلاح احوال کی ہر سعی غیر مشکور ہو جائے، اور قوم اور ملک بد نظمی اور بحران میں پھنسا کر ان کے معاشی و مسائل کا ذریعہ بنارہے،

جو حقائق اور واقعات سامنے آ رہے ہیں ان سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل بات نہیں کہ قومی اتحاد سے ایسے تمام لوگ جن کی ذاتی شہرت کی بلند پروازی نے حقیقت کی زمین پر کبھی قدم جمنے نہیں دیے۔ راہ فرار تلاش کر رہے ہیں، جن کے ایثار مزم اور استقلال کے صدقے میں آج پانچوں سواریوں میں شمار کیے جاتے ہیں، احساس کمتری نے ان ہی کے خلاف دلوں میں آگ لگا رکھی ہے اور ابھی تو ابتدائے عشق ہے، جیسے جیسے معاملہ افزائیاں اور قدر افزائیاں، بڑھتی جائیں گی، جنون عشق کے انداز مزید رنگ لائیں گے، لیکن اگر سفینہ ملت یونہی روادوں را اور علمائے اکرام متمر ہو کر نظام معطلے کے لیے جدوجہد کرتے رہے، تو انشاء اللہ تاکید ایندری شامل حال ہو گی، اور جھکے ہوئے راہی پھر اپنے مقام پر آجائیں گے،

ایک بات وضاحت طلب ہے، اور وہ یہ کہ بلا سوچے سمجھے ”ملازم“ کی چھٹی کئے والوں کوئی یہ دریافت کرے کہ یہ کس ملائے کہا ہے، کہ عوام کے مسائل منہ لگاتی ہے بلکہ زنگاری اور

سماج دشمن عناصر کی وجہ سے احساس عدم تحفظ نہیں ہے، ملاؤں نے کسے مجبور کیا ہے، کہ چور بازاروں منافع خوردوں ذخیرہ اندوزی اور سماج دشمنوں کو کفر کر وار کو پہنچائیں، کس ملائے یہ فتویٰ جاری کیلئے کہ زیادتی، نا انصافی بد عنوانی بدکاری اور انسانی و شہری حقوق کی پامالی کی کھلے بندوں۔ اجازت ہے۔

ملازم کو تختہ مشق بنا

کر علمائے اسلام

کی ہتکے کرنے والے

خود اپنے ضمیر

سے

محاسبہ کریں

کہ وہ پہلے

کیا ہے

اگر مغفلات بننا جزات، کلام ہے، تو دوسری بات ہے، اور نہ جو لوگ خود کو یہ بھی سمجھتے ہیں اور وہ بھی ”وضاحت تو فرما دیں اگر ملازم“ کہتے گئے ہیں، یہ عجیب تشابہ ہے کہ جو لوگ اختیار و اقتدار کے معرے لوٹتے ہیں، اور اختیار و اقتدار کا رخ تغیری مقاصد کی طرف رکھنے کی بجائے اجتماعی مقاصد کی طرف کر لیتے ہیں، وہی اقتدار سے محرومی کے دور میں دین کے ان خادموں پر نفرت کتے ہیں جو یادگار ان بلال و ابوہریرہؓ اور اولین ہیں، اور جن کے دم سے راست بازاری دیانت داری مستحسبی اور فقر و سادگی کی شاندار روایات قائم ہیں، اگر حکیم الامت، علامہ اقبالؒ اور دوسرے اکار نے ملاؤں کے لیے کچھ کیا ہے، تو خیال رکھیے کہ انہوں نے دین فطرت کی وہ خدمت کی جو اپنی مثال آپ

ہے، جن لوگوں کی حیثیت یہ ہے کہ خدا کی شان تو دیکھو کچھ ٹی گنجی حضور ببل بستان کرے نواسنجی ان کو چھوڑا منہ بڑی بات زیب نہیں دیتی دل میں اترنے اور دل سے اترنے میں جو فرق محسوس ہے اسے محسوس کیجیے، شاعر مشرق اور دوسرے اکابر پاکستانی قوم کے دل میں اترے ہیں پیشہ و سیاست دانوں اور منافقین کے گردہ کا خدا کے ان نیک بندوں سے نہ کوئی موازنہ ہو سکتا ہے نہ مقابلہ۔

ہمیں پاکستان اور اسلام سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں ہے، اور ہم نے ایک نہایت ہی معمولی کارکن کی حیثیت سے اس جہاد میں حصہ لیا ہے، جب مسلمان برصغیر نے اپنی قومی خود اختیاری کے لیے پاکستان کا مطالبہ کیا۔ اسے منوایا اور اس خطہ زمین پر اپنی حکومت قائم کی۔

تحریک پاکستان کے ہر فطن کارکن کا یہ ایمان ہے، کہ دیانتدار سیاسی کارکن ترک سیاست نہ کرتے، جان و ترک سر پر عمل کر لیتے ہیں، لیکن سچائی سے اعتراف کرنا انہیں گوارہ نہیں ہوتا، اور یہی وہ لوگ ہیں، جو لوح تاریخ پر اپنا نام ہمیشہ کے لیے ثبت کر جاتے ہیں، تاریخ سچائی پر پیر دی اور اس پر مرستے کا نام ہے، اس کے برعکس جو لوگ فساد و فحشاء اور قلب و دماغ کے انتشار میں مبتلا ہوتے ہیں اور قدم قدم پر حریں رہوس کے رنگ عمل تیار کرتے ہیں، ان کی کوئی نصیحت جعفر زئی کی مضبوط سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ ایسے ”موزائے“ ہمیشہ معرکے بدستے رہتے ہیں، اور ان کو سچائی سے زیادہ جھوٹ کی قوت پر یقین ہوتا ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عقل سلیم اور خود کو یہ بھی سمجھ سکے کہ توفیق عطا فرمائے، سچ فرمایا ہے علامہ اقبالؒ نے کہ، چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا یہ حقیقت پہلے دیسی کوئی پیدا کرے عقل سلیم

قومی اسمبلی حلقہ۔۔۔۔۔ کے تمام مسائل مارشل لا احکام کو پیش کر دے گا

ان مسائل کے کو فوری طور پر حل کیے جائیں

مولانا ذکریا کا مارشل لا احکام کو کھلا خط

جارا ہے اور بعض ملوں میں مہنگائی الاؤنس کو اصل
تخا ہوں میں شامل نہیں کیا جا رہا ہے لہذا جبری
طور پر معیہہ کئے جانے والے بے تصور مزدوروں کو
فورا کام پر واپس لیا جائے اور مہنگائی الاؤنس
کو اصل تخا ہوں میں شامل کیا جائے۔ مولانا ذکریا
نے اپنے خط میں لائڈھی قایم آبادریوے کراٹنگ پریل
تعمیر کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے جہاں پریسل انتظار
کی وجہ سے لوگوں کا گھنٹوں قیمتی وقت ضائع ہو جاتا
ہے۔

مولانا ذکریا نے اپنے خط میں حلقہ علاقہ
میں چوری، ڈکیتی، قتل و غارتگری کا ذکر کرتے ہوئے
مطالبہ کیا ہے کہ پولیس کا عمل ان سنگین جرائم کے
سدباب میں ناکام ہو چکا ہے اس کا خاطر خواہ
بندوبست کیا جائے۔ مولانا ذکریا نے کہا کہ میرے
حلقہ انتخاب میں ابھی تک تھانوں اور سرکاری دفاتر
میں بدنام زمانہ پٹی پی کے افراد اور دہاکرا حملے
عمدوں پر فائز ہیں جس کی وجہ سے پی پی پی کے لوگ
اور غنڈے میرے علاقے میں دہنا دہنا پھرتے ہیں
اور قتل و غارتگری مار دھاڑا لوٹ کھسوٹ کا بازار
گرم کئے ہوئے ہیں لہذا ایسے بدنام زمانہ
اور لاجین کو فوری طور پر سبک
علاقے کے لوگ امن و سکون
سے سکیں۔

رہتے ہیں۔ لہذا فوری طور پر بسوں کی تعداد بڑھائی
جائے اور ٹریفک قواعد کی پابندی کراتے ہوئے
دیکھن والوں کی لوٹ کھسوٹ سے عوام کو نجات
دلائی جائے۔
مولانا ذکریا نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے
حلقہ انتخاب میں اکثر سڑکیں تنگ چھوٹی اور مرمت طلب
ہیں اور کسپریسی کے عالم میں حکومت کی بے توجہی
کا شکار ہیں لہذا ان کی فوری مرمت اور وسیع کرنے
کے احکامات جاری کئے جائیں۔

حلقہ میں پانی، بجلی کی قلت عام ہیں بعض
دورا قتادہ علاقے اور بھتیاں تو پانی بھی سے قطعی
طور پر محروم ہیں۔ ان علاقوں کے لئے پانی۔ بجلی
کی فوری طور پر منظوری دی جائے اور بعض انتہائی
طور پر ان کی قلت کا شکار ہیں۔ ان علاقوں میں قلت
فوری طور پر دور کی جائے۔

مولانا ذکریا نے اپنے خط میں لائڈھی انڈسٹریل
ایریا میں بل مزدوروں پر مل مالکان کی طرف سے
کی جانے والی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ
اکڑیں جان بوجھ کر مارشل لا حکومت کو بدنام کرنے
کے لئے اور امن و امان خطرہ میں ڈالنے کے لئے لوہ
مزدوروں کو اشتعال دلانے کے لئے بند کر دی گئی
ہیں اور جو کھلی ہیں ان میں آئے دن چھائی کر کے
مزدوروں کو جبری طور پر ملازمتوں سے علیحدہ کیا

کراچی، کوسمیرہ پاکستان قومی اتحاد کے متاثرین
اور جمعیت علماء اسلام کراچی سینٹر کے امیر الحاج مولانا
ذکریا نے آج اعلیٰ مارشل لا احکام کے حوالے کرتے ہوئے
ایک خط میں مطالبہ کیا ہے کہ ان کے حلقہ انتخاب
کو واپس تمام مسائل فوری طور پر حل کئے جائیں۔ چار
صفحہ پر مشتمل اس خط میں مولانا ذکریا نے اپنے حلقہ
انتخاب سے متعلق جن مطالبات اور مسائل کا ذکر کیا ہے
ان میں ٹرانسپورٹ۔ بجلی۔ پانی۔ سوئی گیس جیسی بنیادی
حزور توں پر مشتمل مطالبات ہیں۔

مولانا ذکریا نے مارشل لا احکام کے نام اپنے خط
میں لکھا ہے کہ یوں تو پوری کراچی کے عوام اس قسم کی
بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں لیکن ان کا حلقہ انتخاب
جو بہت سے دور دراز علاقوں اور سپانڈہ سٹیوں پر
مشتمل ہے وہاں کے عوام کے لئے اس قسم کے مسائل
کی وجہ سے زندگی سبک کرنا دو بھر ہو گیا ہے۔

مولانا ذکریا نے مارشل لا احکام کو پیش کرتے ہوئے
کہا ہے کہ ان کے حلقہ انتخاب میں بسوں کی کمی
کی وجہ سے لوگ گھنٹوں بسوں کے انتظار میں کھٹے
رہتے ہیں۔ دیکھن والے مارشل لا کے دور میں بھی
متاثرہ تعداد سے زیادہ سواریاں بھاگنا مانگنے کو لئے
دھولی کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو مجبوراً بسوں
کے پائپ لائنوں پر لٹک کر سوار کرنا پڑتا ہے اور اس
طرح سے لگے دن حادثات اور ایک ہیثیت واقع ہو

ہائی کورٹ نے عید گاہ خانپور میں قرآن خوانی کو ختم کرنے کی درخواست کی

فارنگٹ کی رپورٹ طلب کر لی

عدالت عالیہ نے پرامن شہریت پر گولے چلانے پر آئی جی پولیس لاہور، ڈی آئی جی سے

پولیس بہاولپور، ایس پی رحیم یار خان اور مقامی انتظامیہ کو نوٹس جاری کر دیئے

مشرع جسٹس شجاع الرحمن جج لاہور ہائی کورٹ نے مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی مشہور دینی درس گاہ مدرسہ عربیہ مخزن العلوم خانپور متحدہ عید گاہ اور شاہی مسجد میں فارنگٹ کے خلاف رٹ درخواست پر حکومت سے رپورٹ طلب کر لی۔

قومی اتحاد کے راہنما محمد عبداللہ جہاڑا نے اپنی رٹ درخواست میں کہا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر کافی تعداد میں مشرین خانپور عید گاہ میں امن کے تقریباً صبح بتاریخ ۱۹۷۷ء واسطے فاتحہ خوانی و ایصال ثواب شہیدان علی پور جمع ہوئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنی طاقت دکھانے اور اتری خوف و ہراس پھیلانے کی غرض سے نوٹکوش مشرکے گرد و نواح سے بد معاشوں کو کرایہ پر حاصل کر کے جلوس نکالا اور خانپور پولیس کے زیر حفاظت عید گاہ کا گھیراؤ کیا۔ جلوس کے شرکاء تباہ کن ہتھیاروں سے مسلح تھے اور پی۔ این۔ اے کے لیڈروں کے خلاف غلیظ جیسے بک رہے تھے۔

۲۔ یہ کہ تقریباً ایک بجے دوپہر پی۔ پی۔ پی کے کچھ شر پسند لوگ نے عید گاہ میں تلاوت کلام پاک کرنے والے پرامن شہریوں پر پتھروں کا شروع کر دیا۔

۳۔ چنانچہ پیپلز پارٹی والوں کی اس ذلیل و مذہم حرکت سے پرامن شہریوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اس حملہ کی روک تھام کے لئے چند فوجیوں کا بھیج دیا۔

۴۔ اس عرصہ کے دوران مدرسہ اعجازیہ اسٹنٹ کسٹر خانپور میجر عبداللطیف کے ساتھ ہمراہ بھاری توپیں اور فائرنگ موثرہ واردات پہنچ گئے۔ اے سی خانپور

نے پی۔ پی۔ پی کے جلوس کو منتشر کرنے میں ان کے باقاعدہ کارروائی کرنے کی بجائے عید گاہ میں کھڑے ہوئے شہریوں پر آنسو گیس کے بم برسائے کا حکم دے دیا۔ جس کی وجہ سے اتری دگر بڑ وجود میں آئی۔ آنسو گیس کے گھٹن کے سبب پناہ کی تلاش میں شہریوں نے عید گاہ کے بالمقابل مدرسہ اور گلیوں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ اس پر اے سی خانپور نے بغیر کسی قانونی جواز کے اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے ریجنل پولیس کے آفیسر انچارج میجر عبداللطیف کو نیز مسلح شہریوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ ریجنل پولیس کی اندھا دھند فارنگٹ کے سبب بہت سی گولیاں عید گاہ اور متحدہ شاہی مسجد کی دیواروں میں پیوست ہو گئیں۔ کافی لوگ بے ہوش اور موت کے گھاٹ اتڑ گئے جن میں سے صرف دو کی لاشیں اٹھائی جاسکیں۔ ایک مدرسہ مخزن العلوم کا طالب علم نضر اللہ جو کہ عید گاہ سے ملحق دینی درس گاہ مخزن العلوم کے اندر گولی لگنے سے شہید ہوا اور دوسرا جلال الدین چوہدری مینوں کا اکو تاجا بھانی شیخ عنایت علی ایڈوکیٹ کے گھر کے قریب کوچہ شہیدان میں گولی لگنے سے شہید ہوا۔ ریجنل پولیس مسجد کے تقدس کو مکمل طور پر بالائے طاقت رکھتے ہوئے اپنے بند و قید تان کو جو توں سمیت شاہی مسجد میں داخل ہو گئی اور مدرسہ مخزن العلوم کے کمروں کے دروازے توڑ توڑ کر لوگوں کو مارتی رہی جس سے پچاس سے زائد افراد زخمی ہوئے اور موقع پر ہلاک شدگان کی لاشیں اٹھا کر کسی نامعلوم جگہ پر پھینچا دیں۔ درخواست گزار نے مقامی پولیس اور پولیس کے افسران بالا ایس پی

رحیم یار خان۔ ڈی۔ آئی۔ جی بھاولپور۔ آئی۔ جی لاہور کو مقدمہ درج کر کے مزمون کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لئے ٹیلیگرام دیا۔ درخواست گزار نے اپنے ٹیلیگرام کے جواب کا بہت انتظار کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا نہ ابھی تک ملوث افراد (پیپلز پارٹی والے جن کے اشیائے پر پولیس نے گولی چلائی) اور حملہ آوروں کے خلاف مقدمہ درج کیا۔

۵۔ درخواست گزار عبداللہ جہاڑا نے کہا ہے کہ اے سی خانپور مدرسہ اعجازیہ فارنگٹ کا حکم دینے کا مجاز نہ تھا اور نہ ہی ریجنل پولیس کا یہ فرض تھا کہ موجود ہشتہ افراد پر گولیاں برسائیں اور موت کے گھاٹ اتار دیں۔

۶۔ جرم حذہ میں ریڈیٹڈ جسرٹ مشرک۔ اے سی خانپور اور ڈی۔ ایس۔ پی خانپور مدرسہ اعجازیہ صاف بھی معاون کار ہیں۔ ایس۔ اینج۔ او خانپور اور دیگر افسران پولیس بشمول آئی جی پولیس لاہور۔ ڈی۔ آئی۔ جی بھاولپور اور ایس پی رحیم یار خان نے واقعہ حذہ کی اطلاع ملنے اور ذاتی طور پر علم آ جانے کے باوجود مقدمہ درج نہ کیا۔ ان حکام کو قاتلانہ ہتھیاروں کے خلاف مقدمہ درج کرنا چاہیے تھا جو کہ بے گنہ شہریان خانپور کے قبل اور زخمی کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

۷۔ درخواست گزار کے پاس ایپریل ۱۹۷۷ء کے تحت درخواست دینے کے علاوہ کوئی معقول علاج نہ تھا۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے مدعی کی درخواست پر خانپور فارنگٹ کیس کی رپورٹ طلب کر لی ہے اور پولیس افسران کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ محمد عبداللہ جہاڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے وفد کی چیف مارشل لائیو منسٹر

جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات

پاکستان قومی اتحاد صوبہ بلوچستان کے ایک نمائندہ وفد نے گذشتہ دو دن جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لائیو منسٹر سے ملاقات کی۔ صوبائی قومی اتحاد کے وفد میں اتحاد کے صوبائی صدر محمد زمان خان اچکزئی صوبائی جنرل سیکرٹری عہدہ امجد خان، صاحب محمد خان مندوخیل اور چوہدری امداد علی شامل تھے۔ اس نمائندہ وفد نے چیف مارشل لائیو منسٹر کے ساتھ آدھ گھنٹہ کی ملاقات میں ملکی اور صوبائی سطح پر مختلف سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل پر گفتگو کی۔ وفد نے اس موقع کی پورے طور پر تائید اور حمایت کی جو قومی اتحاد کے مرکز کا تائیدین نے ملک کے مختلف مسائل پر چیف مارشل لائیو منسٹر کے ساتھ اپنی حالیہ ملاقات میں اختیار کیا تھا۔ قومی اتحاد کے اس صوبائی وفد نے بلوچستان کے مسائل کی جانب چیف مارشل لائیو منسٹر کی توجہ مبذول کرائی۔ وفد نے صوبے میں بڑھتی ہوئی گمراہی پر اہل تشویش کیا اور کہا کہ روزمرہ کی اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا جا رہا ہے جو کہ غریب آدمی کی قوت خرید سے باہر ہے۔ آٹے گھی اور چینی جیسی بنیادی اشیاء خورد و نوش کے علاوہ دوسری اشیاء کی قیمتیں بھی چڑھ گئی ہیں۔ اور سردی کے موسم میں کوئلے کے حصول کے لیے بھی مشکلات درپیش ہیں۔ چیف مارشل لائیو منسٹر نے یقین دلایا کہ گھی کے نرخوں میں مختصر عرصے میں کمی کی جارہی ہے چینی پر سے کنٹرول ہٹانے پر غور کیا جا رہا ہے اور آٹے کی کمیابی کو دور کرنے اور اس کی قیمت کو معمول پر

لانے کے لیے تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ وفد نے جنرل صاحب سے سفارش کی کہ وہ مرکزی ملازمتوں میں صوبے کے نوجوان تعلیم یافتہ کو لیں تاکہ مرکز میں بلوچستان کی موثر نمائندگی ہو سکے۔ اور نوجوانوں میں احساس محرومی نہ پیدا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم خود اس کے جتنی ہیں اور بلوچستان میں ہمیں تعلیم یافتہ اور اعلیٰ درجہ انڈن کی تلاش ہے۔ وفد نے صوبے میں ترقیاتی اسکیموں کے جانب بھی توجہ دلائی اور کہا کہ اس مسئلے میں فنڈز کو ضائع ہونے سے بچا جائے تاکہ فنڈز پہلے کی طرح خورد و برد نہ ہو سکے۔ وفد نے ترقیاتی اسکیموں میں زراعت، بجلی اور زیر زمین پانی کی نکاسی کی جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ علاقہ گلٹن میں بجلی کی فراہمی کی جانب خصوصی طور پر توجہ دلائی گئی تاکہ یہاں کی ہزاروں ایکڑ زرخیز اراضی کو آباد کیا جاسکے۔

وفد نے فورٹ سندھ میں بجلی کے مزید جنرل لگانے کی ضرورت پر زور دیا اور تجویز پیش کی کہ مسلم باغ سے فورٹ سندھ تک بجلی کی لائن میں توسیع کی جائے۔

وفد نے فورٹ سندھ میں ڈیرہ اسماعیل خان کی سڑک کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ یہ وہ شاہراہ ہے جو تین سو اسیوں کو ملائی ہے۔ ۵۵ میل تک پختہ سڑک بن چکی ہے۔

جنرل صاحب نے بتایا کہ اس سڑک کی تعمیر کے لیے منظور شدہ رقم دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فنڈز کی مکمل طور پر نگہداشت کی جائے گی اور ان کے استعمال

میں کسی قسم کی خورد و برد کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ وفد نے ان کی توجہ اپریٹو سوسائٹیز اور زرعی بینکوں کے قرضہ کی وصولی میں سہولت دینے کی جانب مبذول کرائی جس پر انہوں نے کہا کہ جو قرض دینے گئے ہیں ان میں سود کی ایک حد تک چھوٹ دینے اور قرضے بالاقساط وصول کرنے پر بھی غور کیا جائے گا تاکہ زمین داروں اور کھانوں کے لیے آسانی پیدا ہو سکے وفد نے نصیر آباد کے زمینداروں اور کھانوں کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا جس پر انہوں نے کہا کہ پچھلے سال میں وہاں خریدنے کے لیے ڈپو قائم کیے جا رہے ہیں مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر پر بھی وفد نے مقدمات سے متعلق لوگوں کی پریشانی کا ذکر کیا اور مطالبہ کیا کہ مقدمات جلد نمٹانے کی کوششیں کی جانی چاہئیں۔

وفد نے واضح کیا کہ ہمارے معاشرے میں جو اخلاقی بگاڑ پیدا ہو گیا ہے وہ اسلامی نظام تعلیم تربیت کے فقدان، رشوت اور سفارش کی وجہ سے ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم رائج کرنے کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ رشوت اور سفارش کے خاتمے سے متعلق موثر تدابیر اختیار کی جانی چاہیے۔ کیونکہ موجودہ عبوری حکومت کے طرز عمل اور اس کے تمام اقدامات اور ان کے اثرات کا پاکستان کے مستقبل کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لیے تمام ترکوششیں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کرنی چاہئیں۔ تاکہ لادینی عناصر کو کھیل کھیلنے کا موقع نہ ملے۔

رہائی سے پاکستان کی سیاست میں زبردست
انقلاب پیدا ہوگا۔ اور چاروں صوبوں کے اتحاد
اور باہمی اعتماد میں اضافہ ہوگا۔

جمعیت علماء اسلام

ضلع ملتان کا

تنظیمی دورہ

ضلعی امیر جمعیت سید نور شہید عباس صاحب
گردونہ کی قیادت میں تاریخ ۲۶ نومبر ۱۹۷۷ء سے
تنظیمی دورے اپنے دورے کا آغاز علاقہ کی کھڑے
سے کیا۔ وفد میں ناظم عمومی محمد عبدالقادر صاحب
نائب امیر مولانا محمد رمضان صاحب، ضلعی مبلغ
مولانا منظور الحق صاحب اور تحصیل کے امیر مولانا
عبدالغفور صاحب شامل تھے۔

جمعیت کا یہ وفد ۱۱ بجے چک نمبر ۳۸ پہونچا۔
بعد ازاں ظہر کا ارکان جمعیت کے اجتماع میں ضلعی رہنماؤں
نے ملکی حالات، جمعیت کی خدمات، تنظیمی امور
اور تعمیر ضلعی دفتر کا خاکہ پیش کیا۔ چک نمبر ۷ کے
سرکردہ حضرات جمعیت کی عدم موجودگی کی وجہ سے
کارکنان نے بہت جلد اپنے حصہ کی ترسیل کا وعدہ
فرمایا۔ چنانچہ یہ وفد چک نمبر ۲۶ پہونچا۔ کارکنان
کے اجتماع محمد ایداران جمعیت کا خطاب ہوا۔ ضلعی
دفتر کی تعمیر میں بھرپور حصہ لینے کا وعدہ ہوا قبل منقر
یہ وفد چک نمبر ۶۵ پتھو والہ پہونچا۔ بعد ازاں مغرب
اجتماع میں خطاب ہوا۔ ان حضرات نے پوری ہمت
سے تعمیر دفتر میں حصہ لینے کا وعدہ فرمایا۔ سارے
نوبہ کے یہ وفد جہانیاں پہونچا۔ حافظ محمد رفیع
صاحب نے شاذ اراستہ قبائلی کی چک نمبر ۱۳
کے چودہری فرزند علی صاحب، چودہری نظام الدین
صاحب، چودہری نعمت اللہ صاحب اور دیگر
کارکنان نے اس علاقہ سے پانچ ہزار روپے
برائے تعمیر دفتر بہت جلد جمع کرانے کا وعدہ فرمایا۔
ٹیکسی کی خرابی کی وجہ سے یہ وفد مشکل یا ۱۰ نومبر کو راجی
صبح روزانہ ہولکا گیا۔ رہ بجے خانیوال پہونچ کر شیخ
محمد عاشق صاحب کے ہاں اجتماع میں خانیوال شہر

جمعیت علماء اسلام لطف آباد کا رکن اغوا

ڈرامائی رہائی — تحقیقات کا مطالبہ

مطالبہ کیا کہ اس خوفناک واقعہ کی تحقیقات
کرائی جائے۔

عبدالرسول نے اس واقعہ کو علاقہ کے
بڑے بڑے زمینداروں کی سازش قرار دیا
یہ لوگ پسند نہیں کرتے کہ ایک غریب شخص کو
کارکن بنے یا کسی سماجی و سیاسی کام میں حصہ لے۔
بہر حال تفتیش کے دوران اہم انکشافات کی توقع
ہے۔

جمعیت ملتان ضلع و ضلع واپاری کے رہنماؤں نے
اپنے مشترکہ بیان میں متعلقہ حکام سے تحقیقات
کا مطالبہ کیا ہے۔

نیشنل عوامی پارٹی

سے پابندی

ختم کی جائے

خصوصی ٹیولن جیل بار کے فیصلے سے
قومی اتحاد کے اعتماد میں اضافہ ہوا۔

جمعیت علماء اسلام ملتان شہر کے امیر جناب
حاجی تقی دانا، ناظم عمومی نور عالم قریشی، سرپرست :
ہدایت اللہ، محنت و زراعت کے سیکریٹری
ملک عطاء اللہ، صوبائی خزانہ سیکریٹری خواجہ
محمد افضل حق، سالار حامی محمد صدیق غوری اور ناظم
شیخ محمد یعقوب نے ایک مشترکہ بیان میں جیل بار
ٹیولن کے فیصلے کا غیر مقیم کرتے ہوئے اسے
ایک اہم تاریخی فیصلہ قرار دیا ہے۔
خان عبدالولی خان اودان کے ساتھیوں کی

عبدالرسول مجاہد لطف آباد جمعیت کے رکن ہیں۔
بستی کا ایک شخص ملک محمد شفیع صبح سویرے آیا اور مخدوم
رشدید کے قریب لیکر کے درخت (سونچ لکڑی)
خود لے کر بھاگے دے کر لاری اڑا لے گیا۔ حادثہ
کے تحت ایسی بس میں سوار کیا جس میں پندرہ، بیس غنٹے
منسوبی کے تحت سوار تھے۔ بس کو مخدوم رشید
اڈہ پر نہ روکا گیا اور اس کے بعد بھری سٹاپ کے
لاری میلی کے اڈے پر پہونچ گئی۔

عبدالرسول نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجاہد
اس نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا خاموش رہو اور چپ
ہمارے ساتھ چلو میلی کے قریب ایک کنواں پر
لے جا کر کمرہ میں بند کر دیا۔ رات گئے یہ غنٹے
آج موجود ہوئے اور کہا کہ ہم ارادہ قتل سے یہاں لائے
ہیں اور بس ہزار کے عوض ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ اتفاق
سے میں محمد رفیق کا بھانجا اپنے ایک ساتھی کے
ہمراہ آیا۔ عبدالرسول نے ان سے التجا کی اور بتایا کہ
میں جمعیت علماء اسلام کا رکن ہوں اور میں محمد رفیق
بھاری جماعت کے انتخابات میں صوبائی امیدوار تھے
میری جان بچائی جائے۔ مجھے ایک گہری سازش کے
تحت یہاں لایا گیا ہے۔ انہوں نے حالات کا
جائزہ لے کر غنٹوں کو ڈرائٹ ڈپٹ کی اور عبدالرسول
کو اپنے ہمراہ لے گئے دوسرے دن غنٹے پھر آ
دھمکے۔ اور کہا کہ ہم چار ہزار روپے پیشگی لے کر فروغ
کر چکے ہیں۔ ایک ہزار تو بس کے ٹھکانہ کو دیاتے
عبدالرسول یا تو رقم ادا کر دے یا پھول لکھ دے
چنانچہ غنٹوں کی حراست میں تحصیل آفس لے جایا
گیا اور چار ہزار روپے کے پروٹوٹ پر زبردستی
اٹھا لگوایا گیا۔

رہائی کے بعد عبدالرسول ملتان آیا اور اسے
ایس پی ضلع ملتان سے تحریری درخواست میں

سے پانچ ہزار روپے کی رقم ہتیا کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ بارہ بجے یہ وفد حکیم جاوید عالم غلٹی ناظم کی محبت میں کچھ لاکر ان جمعیت کو خلعی وفد کی عرض سہرتائی گئی جس پر مقامی جماعت کے احباب نے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ دو بجے یہ وفد میاں پھول پونچا۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے تعمیر دفتر کے لیے مبلغ ۲۶ ہزار روپے کی رقم اپنے ذمہ لی۔ اند مولانا قاری اللہ بخش صاحب نے تین ہزار کا ذمہ لیا۔ بوقت عصر وفد چک نمبر ۲۸ پونچا۔ احباب جمع ہو گئے، مقصد وفد معلوم ہو جانے کے بعد ان حضرات نے جلد ہی مالی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ قبل مغرب یہ وفد چک نمبر ۲۱ پونچا۔ مولانا محمد یوسف صاحب ہمراہ تھے۔ انہی والوں نے بعد نماز مغرب میاں اللہ بخش سہو اور ان کے دیگر اقارب سے ملاقات ہوئی، ان حضرات نے ایک ہفتہ کے اندر اندر اڑھائی ہزار روپے تعمیر دفتر کے لیے روانہ کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عشاء کے قریب یہ وفد عبدالحکیم پونچا۔ مہر ظہور اسماعیل صاحب استقبال کرنے والوں میں شامل تھے، مہر محو اقبال صاحب پر اچھے مہر محمد لود صاحب نے مہر اقبال صاحب کی طرف حسب فیصلہ مجلس شریعہ سے پانچ ہزار روپے کی ادائیگی کا وعدہ فرمایا۔ کارکنان جمعیت نے دو سید بکین حاصل کر کے قصہ اوضاف میں فوری کام شروع کر دیا۔ رات ساڑھے دس بجے یہ وفد لاہور گزرنے پر محمد اسلم صاحب کے ہاں پونچے معلم ہوا کہ ہمارے پونچنے سے یہاں پر فراہمی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ بلا میں مقامی دفتر کے لیے اراضی فاضل کر لی گئی ہے۔ عین قریب دفتر کا افتتاح ہو چکا ہے گا۔ مولانا امان اللہ صاحب نائب امیر ضلع علاقہ بھر میں بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

۸ نومبر کو صبح کو وفد کوٹ اسلام پونچا جہاں کارکنان جمعیت نے ایک مسجد کی تعمیر پر نزاع تھا ان حضرات کو اتفاق اور اسی دے رہنے کی یقین دہانی گئی۔ جمعیت کا باقاعدہ دفتر قائم کرنے اور ضلعی دفتر کی تعمیر کے بارے میں ہدایات دی گئیں، مولانا عطیہ محمد صاحب خلیفہ شہر نے دلچسپی سے کام کرنے کا وعدہ فرمایا۔ دس بجے یہ وفد کوٹ دہی چند پونچا جہاں کارکنان جمعیت نے حضرت مولانا امان صاحب کی قیادت میں وفد کا شاندار استقبال کیا۔ مقامی جمعیت کے دفتر میں اجتماع ہوا، خطابات ہوئے، ضلعی رہنماؤں نے حالات

حاضرہ پر تبصرہ کیا۔ حضرت مولانا امان صاحب کی خدمات کو سراہا گیا۔ حضرت مولانا موصوف نے دو ہزار روپے کی تھیلی پیش فرمائی اور فرمایا کہ انشاء اللہ علاقہ بھر سے بہت جلد پانچ ہزار روپے کی رقم برائے تعمیر ضلعی دفتر فراہم کر دی جائے گی۔ دفتری نظام بہتر بنایا گیا۔

گیارہ بجے یہ وفد روانہ ہو کر بٹر کوٹ، موضع شیر گڑھ، نرطھال کے جماعتی زمینداروں سے ملاقات کرتا ہوا وہیں لکڑا ہٹ پونچا۔ نرطھال میں ام حضرات سے ملاقات ہوئی۔ یہی صورت لکڑا ہٹ میں پیش آئی۔ البتہ لکڑا ہٹ سے حضرت امیر ضلع کی معرفت ۱۶ روپے کی رقم فراہم ہو گئی۔ جناب اصغر خان صاحب نمبر دار لکڑا ہٹ کی وجہ سے تھانہ کبیر والیں دو چار اہم مقدمات کے فیصلے کے لیے حضرت امیر کو جانا پڑا۔ اسی رات جمعیت طلباء اسلام کے کنوینشن میں شرکت اور ناظم مرکزی مولانا زاہد اللہ صاحب سے ملاقات کے لیے ملتان واپس ہوا۔

۲۹ نومبر کو صبح دینا پور پونچے، کارکنوں کا اجتماع ہوا۔ حالات بیان ہوئے علاقہ کی مقبول عام شخصیت میاں سید احمد صاحب بذللہ سے ملاقات کے بعد باہمی اختلافات ختم کر کے علاقہ میں جمعیت کو فروغ دینے پر اتفاق ہو گیا۔ میاں صاحب موصوف ۱۴ دسمبر کو ضلعی دفتر سے مقامی جماعت کے ہمراہ تشریف لا کر مکمل پروگرام طے فرمائیں گے۔

دس بجے یہ وفد ذخیرہ پونچا۔ اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے اجتماع نہ ہو سکا۔ ساڑھے گیارہ بجے یہ وفد کھر وڑپا پونچا۔ جناب کلیم حبیب احمد صاحب کے چوبارے میں اجلاس ہوا۔ صورت حال بیان ہوئی۔ جناب کلیم صاحب کی محبت میں شہر کے متعدد بااثر حضرات سے وفد کی ملاقات ہوئی فوری طور پر جناب عبدالمجید صاحب شاگرے نے مبلغ ۱۲۵۰ روپے اور شیخ محمد بشیر صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپے برائے تعمیر دفتر ضلعی پیش فرمائے۔ کلیم حبیب احمد صاحب نے ایک ہزار روپے اور شیخ محمد صفدر صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپے کا وعدہ فرمایا۔ مقامی جمعیت نے سب رقم بہت جلد جمع کر کے دس ہزار روپے کی نظیر رقم کوٹ پکاسے مینا کر دیئے کی یقین دہانی فرمائی صوبائی اسمبلی کے نامزد امیدوار شیخ محمد صدیق صاحب

کانجو کے منیجر جناب شیخ محمد صفدر صاحب نے پورے وقت سے باور کرایہ جناب کانجو صاحب حسب فیصلہ مبلغ پانچ ہزار روپے کے علاوہ دس ہزار روپے کی مالی امداد فرمائیں گے۔

ضلعی ناظم جمعیت جناب مولانا محمد میاں صاحب وفد کے استقبال کے لیے لودھراں سے تشریف لائے۔ چار بجے یہ وفد لودھراں پونچا جہاں پر جناب عبد القادر صاحب لودھی نامزد امیدوار صوبائی اسمبلی کی قیادت میں نمائندگان جمعیت نے وفد کا استقبال کیا۔ کارکنوں کے اجتماع کو ضلعی رہنماؤں نے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب مشہور مقامی جماعت نے مبلغ تین ہزار روپے کی تھیلی پیش کی۔ جناب لودھی صاحب نے مقررہ رقم کے علاوہ بھی دفتر ضلع کی تعمیر میں مالی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ یہ وفد نوبے شجاع آباد پونچا مسجد فاروقیہ میں نمائندگان کا اجتماع ہوا جس میں طے پایا کہ تحصیل جمعیت کا اجلاس ۸ دسمبر کو طلب کر کے اس پروگرام کی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ وفد ۱۲ بجے رات ملتان پونچا۔

۳۰ نومبر کو یہ وفد گلڑٹھ، کبیر والا، کوٹ بہادر سے ہوتا ہوا دس بجے رات نرطھال پونچا۔

یکم نومبر کو بعد نماز صبح جامع مسجد میں عبدالقادر صاحب تھامی نے دس قرآن کے دوران ضلعی وفد کا مقصد دورہ بیان کیا جس پر حاجی کلیم بخش صاحب سیال نے دو ہزار روپے کا چیک پیش فرمایا۔ جناب عبدالغفار صاحب سیال اور دیگر حضرات نے علاقہ بھر میں مالی تعاون کے لیے فراہمی کا وعدہ فرمایا۔

دفندہ بوجاں والا، مان کوٹ، سالار رامپور ہوتا ہوا بوقت مغرب نرطھال پونچا۔ مولوی فیض صاحب، حاجی عطیہ محمد صاحب نے ایک ایک ہزار اور حاجی محمد امین، محمد سین، محمد سلطانی، محمد اقبال صاحبان نے پانچ پانچ ہزار روپے کی رقم جلد بھجوانے کا وعدہ فرمایا۔

اس طرح رات دس بجے یہ وفد کامیابی کے ساتھ انچھ روزہ دورہ ختم کر کے واپس ملتان پونچا۔ الحمد للہ اس دورے کے نتیجے میں ضلع بھر میں تعمیر دفتر کی ایک تحریک چلا ہو گئی۔ اس تحت جماعتیں اپنے اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر اس تعمیری منصوبے کو کامیابی سے

ملکدار کرنے کا عزم کر چکی ہیں۔ اشتہارات اور پانچ دس روپے کے ٹکٹ چھپوا کر جلد ہی جماعتوں کو بھیج رہے ہیں۔

تفصیل آمدنی تنظیمی تعمیری ڈھ زلعی وفد

از ۲۶ نومبر ۱۹۴۴ء تا یکم دسمبر ۱۹۴۴ء

چک نمبر ۳۰ علاقہ کچھوہ	۹۵ — ۰
چک نمبر ۳۴	۱۶۰ — ۰
چک نمبر ۶۵ چنوالہ	۱۴۵ — ۰
کچھوہ	۲۵ — ۰
چک نمبر ۲۱ نزد تہیہ	۱۰۵ — ۰
عبدالحمیم	۲۱۳ — ۰
از باگڑ سرگازہ حضرت مولانا امان اللہ	۲۰۰۲ — ۰
مورث مولوی منظور اسحق ضلع ملتان	۹۲۳ — ۰
موضع شیر گڑھ حاجی حق نواز صاحب	۱۰۰ — ۰
نڑھال خان نذیر احمد صاحب	۱۰۰ — ۰
پیر کوٹ حاجی محمد خان صاحب	۱۰۰ — ۰
نڑھال حاجی کریم بخش صاحب	۲۰۰۰ — ۰
گلڑھ چٹھ : حاجی خورشید عباس گدینی	۱۶۰۰ — ۰
کٹڑ پکا : مولانا بشیر صاحب	۱۰۰۰ — ۰
مولانا عبدالحمید شاہر	۲۵۰ — ۰
دودھراں مقامی جمعیت	۳۰۰۰ — ۰
۱۱۸۸۸ — ۰	

لوٹ ضلع بھریں رسید بکری تقسیم کردی گئیں ہیں ہر مقامی جمعیت نے مقدمہ ورجہ اس تعمیری منصوبے کی تکمیل میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ امیر مرکز حضرت مولانا محمد عبداللہ در خواستی مظاہر کی جج سے واپسی ملک بنیاد کی رسم ادا کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد عبدالقادر کاسمی شہر

۶ — ۷ — ۱۲ — ۱۸

سیاسی سرگرمیوں سے پابندی ختم کی جائے

ملتان۔ دفتر جمعیت علماء اسلام میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے شجاع آباد علماء کونسل کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالنور نے متمم مدرسہ عزیز العلوم نے فرمایا کہ : وقت آگیا ہے کہ سیاسی سرگرمیوں

سے ہر قسم کی پابندیاں ختم کی جائیں۔

علماء کونسل نظام مصطفیٰ کے لیے بہتر قسم کی قربانی دے گا اور پاکستان قومی اتحاد کی زبردست حمایت کرے گی تاکہ ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہوں۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم کا دورہ

ملتان۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم جناب مولانا زاہد الراشدی لیت، کوٹ اٹوار مظفر گڑھ کے تنظیمی دورے کے بعد آج ملتان پہنچے۔

مولانا نے دفتر ضلع ملتان کا ریکارڈ اور نظم و نسق کو دیکھا اور اسے دوسرے اضلاع کے لیے قابل تقلید قرار دیا۔

بعد ازاں مولانا زاہد الراشدی صاحب عقیل صدیقی کے گھر گئے اور ان کے والد کی وفات پر تعزیت کی۔

اس کے بعد جمعیت علماء اسلام کے ممتاز خطیب مولانا قاری محمد حنیف صاحب کے گھر گئے اور ان کے والد کی وفات پر تعزیت کی۔

نڈر اور زیادہ غلہ اگاؤ سکیم بجالانے کی جائے

ملتان جمعیت علماء اسلام گلگشت کالونی کے امیر مولانا عبدالرحیم صاحب نے مطالبہ کیا ہے کہ زیادہ غلہ اگاؤ سکیم اور نڈر پر جو پابندیاں ہیں انہیں ختم کیا جائے تاکہ زراعتی آمدن میں اضافہ ہو اور ایسی طرح ملک خوش حال ہو۔

حکومت کو چاہیے کہ کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرے۔ گندگیائی کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیجائی کا موسم ختم ہونے سے پہلے ہر قسم کی پابندیاں ختم کی جائیں۔

(مولانا) عبدالرحیم

۷ — ۱۱ — ۲۸

دعائے صحت

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ناروٹی قاری فاضل دارالعلوم دیوبند، خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری طویل عرصہ سے انتہائی علیل ہیں۔ متوسلین شیخ التفسیر حضرت لاہوری سے عموماً اور غلام کریم حضرت پسروری سے بالخصوص تلبیحات و دعاؤں کے بعد دعائے صحت و عافیت کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو کامل صحت و عافیت مرحمت فرمائے۔

رشید احمد قادری ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام ضلع سیالکوٹ

ضروری التماس

علاقہ منیر آباد عقب اوریٹ گلہ سرائی بکری خانوالہ رڈ ملتان میں ایک دربار غیر آباد مسجد کو آباد کر کے تحریک نظام مصطفیٰ و تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ کے شہداء کی یاد میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ مسجد میں پانی کا ٹانکا دھوکا پائپ، مدرسہ کے کمرے۔ ایک کمرہ دار القرآن آدھا تعمیر ہو چکا ہے سردی کا موسم ہے۔ نمازی کھلے آسمان تلے نماز ادا کرتے ہیں۔ پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں سے مسجد کا سنگ بنیاد عن قریب رکھوایا جا رہا ہے۔ مسجد کے لیے لٹرنٹ، سینٹ، بجری، سرپائیس وغیرہ یا اپنے نام کا کمرہ تعمیر کر کے ثواب اخیری حاصل کریں۔ مسلمان پاکستان اور غیر حضرات سے امداد کی پُر زور اپیل ہے۔

دراپہ کے لیے :

قاری محمد اختر علی قریشی خادم جامع مسجد شہداء رزیمیر، ننگر گلہ سرائی منیر آباد خانوالہ رڈ ملتان

انتقالِ نرملال

جمعیت علماء اسلام ضلع ڈوب کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد شفیق دولت زئی کے والد محترم مولانا رفیع اللہ صاحب انتقال فرما گئے۔ مولانا ایک عظیم علمی شخصیت تھے جمعیت علماء اسلام صوبہ بلوچستان کے تمام سربراہوں نے مولانا کے انتقال کو ناقابل نقصان قرار دیا اور دعا معذرت کی

دورۂ سادات کے درر شتاج

پروفیسر اسماعیل سفی پشاور

عرب دنیا جو کبھی خزاں زدہ پتوں کی طرح بھری ہوئی تھی بے صدر ناصر نے کفر کے فتوے سہ سہہ کر ایک سیحہ پلائی دیوار بنایا۔ آج الدسات کے دورۂ اسرائیل سے اس میں دراڑیں پڑنے کا خدشہ ہے۔ آخر کیوں؟ کیا سادات کا اسرائیل سے ہلوتا عالیہ تفرقہ پر دازی سے بھی بڑا جرم ہے؟ جو عرب کا تر اور عرب اتحادی دونوں کا دیوالیہ نکال دے گا۔ آیتے اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

دنیا سے اچھا کے لیکن یہ حقیقت ہے کہ انور سادات نے قدیم تاریخ کو دہرایا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اولوالعزم بادشاہوں نے ہمیشہ ایسے نفور کش ثابت کیے ہیں۔ وہاں البتہ وہ زمانہ شاہی تھا تو ان کا اقدام کارنامہ کہلایا اور آج دور جمہوریت ہے تو پختہ نہ آتی ہی باتیں۔ ذرا ملاحظہ ہو قدیم تاریخ کا عظیم فاتح سکندر حالت جنگ میں یورس کے دربار میں جا حاضر ہوتا ہے۔ ازمنہ وسطی کا غازی عظیم صلاح الدین ابوبیہ اپنے جانی دشمن چڑ شیر دل کے دربار میں پہنچ کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ مگر عالیہ تاریخ اپنے دامن میں ہزار رنگیں سیٹھتے ہوئے کسی ایسے کارنامہ سے تھی تھی عزم و ہمت کو کسی مرد قلندر کا انتظار تھا چنانچہ یہ سادات سادات کے صدر میں نہیں آئی اور اس نے عرب کا زکی خاطر اپنے تخت و تاج کو داؤ پر لگا کر وہ کام کیا کہ :

عقل ہے محتما شائے لب بام ابھی کے نہیں معلوم کہ عرب اسرائیل جنگ اس لیے نہیں لڑی جاتی رہی کہ امن سے نفرت ہے، بلکہ وہ امن کی تلاش ہی میں فلسطینی ریاست کا قیام اور عرب مقبوضات کی واپسی چاہتے ہیں جس

کے لیے انہوں نے وہ وہ جتن کیے کہ ایک دنیا کو ہلا ڈالا۔ مثلاً اقتصادی بائیکاٹ، بات چیت کا بائیکاٹ، سویڈ کی بند کش، تیل کی بند کش، جہازوں کے اغواء اسرائیل کے اندر حملے وغیرہ، لیکن اس قدر طریقے آزما کر بھی مقصد حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ اسرائیل کسی بچا کس لاکھ آبادی کا نام نہیں، بلکہ اس کی پشت پر امریکہ دیورپ کی پوری عیسائی دنیا کھڑی ہے۔ اسرائیل سے جنگ ان سب سے جنگ ہے۔ آج بھی امریکن جھٹا بیڑہ اور برطانوی بحریہ اس کی حفاظت کے لیے وہیں کھڑا ہے۔ علاوہ ازیں عیسائی ممالک کی لاکھوں افواج الگ۔ اسی سے اندازہ لگائیے کہ اسرائیل ایک البالیل ہے جس کے پیچھے عالمی اٹمی طاقتیں ہیں۔ اس صورت حال میں یہ طحڑیوں ہی کو حاصل ہے کہ انہوں کی غداری اور بیرونی دباؤ کے باوجود وہ کسی "اعلان تاشقند" یا "معاہدہ شملہ" پر نہ جھگ سکے۔ ابھی تک زلمیوں اور آسمانوں میں برسر پیکار ہیں اور تو اور ان کی بہادری و لبالت کا اسرائیل پر پیچھے جوانی پارلیمنٹ میں انور سادات کے روبرو اس کا اعتراف کیے بغیر نہ سکا۔ اب انصاف فرمایں کہ اس قدر قیامت خیزی کے باوجود مسئلہ جوں کا توں رہا۔ تو ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ براہ راست بات چیت سے حل نکالا جائے اور آج کی دنیا میں میدان جنگ سے زیادہ گفتگو کی میز پر مسائل حل ہوتے دیکھے گئے ہیں یہ بھی نہ بیویوں کو عربوں نے بات چیت کا دروازہ بند کر کے بڑی کشتوں کی محتاجی اختیار کر لی ہے۔ دوسری طرف بڑی طاقتیں ہیں کہ مسئلہ حل کرنے کو لے کر بجستے وہ عربوں میں اندرونی سازشوں کا

جال پھیلانے اور انہیں اپنے ہاتھ کا بیڑا سمجھ کر بار بار لڑاتے کی فکر میں ہیں۔ تاکہ ان کے اسلحہ کی منڈی خشک نہ رہے۔ اور بالآخر تباہ حالی کا شکار ہو کر عرب ان چوہدروں کے غلام بن جائیں۔ ادھر لبنان میں لگے دن فلسطینیوں کا قتل عام ہو رہا ہے، لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ آخر عرب کب تک دنیا کے ان وڈیروں کی نگہ کرم پر رہیں گے؟

شاید اس لیے انور سادات نے سیاسی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے عرب کا زکی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ اب بات چیت کا آغاز ہو چکا ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ اس میں نفع کس کا اور نقصان کس کا ہے۔ لیجیے فوری فوائد جو حاصل ہوتے ملاحظہ ہوں :

- ۱۔ بڑی طاقتوں کی محتاجی ختم ہوگئی۔ اب عرب اپنا مسئلہ اپنے ہاتھوں حل کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ یعنی اپنے مستقبل کے خود مالک۔
- ۲۔ اسرائیل کے سرپرست مان گئے کہ اب امن کی ذمہ داری اسرائیل کے سر ہے۔
- ۳۔ اسرائیل کے سب سے بڑے سرپرست امریکہ نے اعتراف کر لیا کہ فلسطینی ریاست کا قیام اور عرب مقبوضات کی واپسی لازمی ہے۔
- ۴۔ خود اسرائیل نے جنیوا امن کانفرنس پر آمادگی کے ساتھ ساتھ فلسطینی نمائندگی پر سر تسلیم خم کر دیا ہے۔
- ۵۔ اسرائیل کے اندر اپنی آواز پہنچانے سے کئی طبقوں کی ہمدردیاں عربوں کو حاصل ہوگئی ہیں۔

غزوں کے وار تو سمجھ میں آتے ہیں۔ کہ اس طرح ریڑھ کی ہڈی توڑی جائے، لیکن انہوں کو جوش میں آکر ہوش نہ کھونا چاہیے۔ اگر مصر کا قافلہ غلط بھی ہو تو مصر کے منانے اور ملانے کا منصوبہ بنانا چاہیے ورنہ اپنی ہی ہائی کمانڈ پر پل پڑنا کہیں پورس کے ہاتھیوں والی حرکت ذہن نہ بن جائے نہ سمجھو گے تو.....

بلند بازی پر مبنی ہے۔
عربوں کو سوچنا چاہیے کہ اس غوغا آرائی سے دشمن کی پیٹھ ٹھونکی جا رہی ہے۔ وہ پنچے جھاڑ کر اس مصر کے پیچھے پڑے نہیں جو میدان جنگ کا سب سے بڑا فریق اور مضبوط رفیق ہے عرب فدائین کی تربیت کا مرکز ہے۔ نہ صرف فوجی بلکہ سیاسی کمانڈ بھی اس کے ہاتھ میں رہی ہے

بقیہ - مسائل حلقہ نمبر ۱۱

مجھے اور میرے ساتھیوں کو بری طرح مارا پٹا گیا۔ لہذا مارشل لا و حکام سے میری پرزور اپیل۔
کمان دونوں مقامات کو فوری طور پر علاقوں میں پیش کر کے تحقیقات کی گئیں۔ ٹرک اور گاڑیوں کے کمانڈ کو معاوضہ دیا جائے اور قاتلانہ حملہ میں ملوث پریزاد اور اس کے ساتھیوں کو جبریتاً سزائیں دی جائیں۔
حلقہ علاقہ کے تمام ہسپتالوں اور اسکولوں کے انتظام درست رکھے جائیں اور جرنی علاقوں میں اسکول اور اسپتال نہیں ہیں ان کی فوری طور پر منظور دی جائے۔
بھینس کالونی سے سکول پر سے ناجائز فائر بندی کے قبضہ کو فوری طور پر ختم کرایا جائے۔

مارشل لا و حکام کے نام کھلے خط میں مولانا ڈکڑا نے آخر میں اپنے اوپر لا فوری اور مارچ کو پریزاد اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کئے جانے والے قاتلانہ حملوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان حملوں میں میرے ایک ساتھی کو شدید زخمی کیا گیا اور پندرہ ساتھیوں کو زخمی کروایا گیا۔ ایک ٹرک ایک موٹر سائیکل کو جلا دیا گیا اور دوسری دس گاڑیوں کو چکنا چور کر دیا گیا۔ جبکہ مارچ کو میرے اور میرے ساتھیوں کے کئے گئے قاتلانہ حملے کے موقع پر کرایہ کی ٹیکسی کو جلا دیا گیا اور میری جیب سے پندرہ ہزار روپے نکال لئے گئے

۶۔ اسرائیل کے سرپرستوں کی سیاسی اخلاقی توپوں کا رخ خود اسرائیل کی طرف ہو گیا ہے ان کا تقاضا ہے کہ امن کی تلاش میں انوکھا کونے تو اٹھائیں کہ اب اسرائیل کا کام ہے کہ کوئی بڑا قدم اٹھائے۔

اب فرمائیے دورہ اسرائیل سے نقصان کیسے ہوا؟ ہاں اس کا کوئی جرم ہے تو یہی کساد و خالی بڑی طاقتوں کا سیاسی جھڑپ توڑا ہے۔ اور تمام عربوں کو ان کے پُر فریب جال اور چال سے نکلانے کی کوشش کی ہے۔

یہ وجہ ہے کہ ایک خاص ہلاک کے مفادات پر کاری ضرب پڑی تو اس کے حواریوں سے نہ رہا گیا اور نگے چھینے چلانے۔ دراصل باقی دنیا کی طرح عرب بھی یہی دھڑوں میں منقسم ہیں۔ کوئی ملک روپی ہلاک میں تو کوئی امریکی ہلاک میں، اور بعض غیر ملکی جب ایک خاص ہلاک کے مایوں نے دیکھ کر باز تو ان کے چہرہ پر ہنس پڑا تو انہوں نے اس عقیدت مندی میں سادات پر کچھ چڑھا کر شروع کر دیا۔ تاکہ دنیا سے عرب کو الٹا نہ کر ایک باریک سوز پھر بڑی طاقتوں کے ہاتھ کا کھلنا ہو کر رہ جائے۔

تاحال اکیس میں پانچ عرب ملکوں نے مصر کے خلاف محاذ بنایا ہے اور بیس عربوں کو جذبات کی رو میں بننے کے بجائے دانش مندی کا ثبوت دینا چاہیے۔ کہ اب ان کا مستقبل ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اسے جذبات کی نذر کر دیا تو تو ہمیشہ کے لیے اسرائیل کے زیر نگیں ہو جائیں گے اور اگر دانش مندی اور امن پسندی کا ثبوت دیا تو عرب اتحاد بھی برقرار رہے گا اور مستقبل کی عظمت بھی تدم چوے گی۔

کیا دنیا میں دیکھ رہی کہ فلسطینی مہاجرین کا قتل عام معمول بن گیا ہے۔ اور اسرائیل توپوں کے جواب میں عرب ممالک بیانات کا نہیں تو داغ دیتے ہیں دفاعی قدم نہیں اٹھاتے۔ ترکی فلسطینیوں کا خون اس قدر اڑا رہا ہے کہ چند ملکوں کی مشق زبان کے لیے وہ اسرائیل کے مشق ستم بننے رہیں؟ اگر کسی عرب ملک کی طرف سے مہاجرین کا فوجی دفاع ہو تو ہم سمجھتے کہ سادات کا اقدام

دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ

دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ نومبر ۱۹۷۸ء دیوبند میں منایا جا رہا ہے۔ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ دارالعلوم سے بلا واسطہ اور بالواسطہ پاک و ہند میں مشرت دیوبند کے مدارس سے آج تک جو حضرات فارغ ہوئے ان کا مکمل تعارف شائع کیا جائے۔ لہذا ایسے تمام علمائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ ہم سے رابطہ پیدا فرمائیں۔ تاکہ اس جشن کے موقع پر ہم تمام دارالعلوم دیوبند کو دیوبند کے فیضان کا فیض یافتگان کے طرف سے کتابی صورت میں نذرانہ عقیدہ پیش کیا جائے۔ بیس پینے کے ٹکٹ ارسال کیجیے۔ ہم آپ کو سوالات کا فارم مہیا کریں گے۔ آپ نوکر کے والپس فرمائیں۔ جو حضرات فوت ہو چکے ہیں ان کے لواحقین رابطہ فرمائیں۔ لفافے کے کوئٹہ پر "بلسلسلہ جشن دارالعلوم" تحریر فرمائیں

فتر ماہنامہ "الرشید" ۳۲۔ اے شاہ عالم لاہور